وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ

ترجمہ

[illegible]

[illegible]

دشمن دین سے مسلم کی قرابت کیسی

اسکا رشتہ ہو منقطع بہ محبت خدا عزوجل

خلافت کی حمایت

میں مخالفوں سے

ترک موالات

منجانب

خلافت کمیٹی وانمباڑی

علاقہ مدراس

۱۳۳۹ھ

مطبوعہ مطبع شاہ الحمیدیہ مدراس

/ Khilāfat kī ḥimāyat mēn

// Khilāfat kaméṭī--

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (مائدہ)

ترجمہ

(ان منافقونکو) اللہ (پاک) پر اور نبی پر اور شرع (محمدی) پر ایمان ہوتا تو مخالفین اسلام کو اپنے ولی نبناتے اور لیکن بہتیرے لوگ اُن میں سے حد سے گزرے ہوے ہیں ٥

دشمن حق سے مسلمانکی قرابت کیسی
اسکا رشتہ ہے فقط حب خدا عزوجل

خلافت کی حمایت

میں مخالفوں سے

ترک موالات

منجانب

خلافت کمیٹی وانمباڑی
علاقۂ مدراس

۱۳۳۹ھ

مطبوعہ مطبع شاہ الحمیدیہ عالیہ مدراس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سید المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ وذریاتہ واتباعہم اجمعین الیٰ یوم الدین امّا بعد جمیع برادران اسلام پر یہ واضح ہے کہ آج کل جمیع دنیائے اسلام میں سخت بے چینی اسوجہ سے پھیلی ہوی ہے کہ مخالفین اسلام نے اسلام کی عداوت میں مسئلۂ خلافت میں دست اندازی کی اور اسکو پارہ پارہ کر دیا حالانکہ خلافت ہی اسلامی رو سے مسلمانوں کے گروہ کے لئے بیخ و بنیاد کا حکم رکھتی ہے جبکہ ایسے بیخ و بنیاد کو مخالفین اسلام نے متزلزل کر دیا تو حکماء اسلام نے اسکا علاج از روے مذہب اسلام ان مخالفین کے ساتھ ترکِ موالات قرار دیا اور اس پر جمیع اہل اسلام بجز معدودے چند افراد کے عمل شروع ہی کرنے لگے لیکن خود غرض حضرات نے مخالفین کی حمایت میں گمنام یا بے موقع تحریریں شائع کر کے اہل اسلام کو ناخوش اور مخالفین اسلام کو خوش ہونیکا موقعہ عطا فرمایا ع بقول دشمن پیمان دوست بشکستی ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی. انا للہ وانا الیہ راجعون، اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ میری قوم کی رہبری فرما کہ وہ نادانی کر رہی ہے)

حضرات! مسئلۂ خلافت اسلام میں بڑا اہم اور ضروری مسئلہ ہے چنانچہ حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ[1] حنبلی رح اپنے فتاوی کی دوسری جلد مطبوعۂ مصر صفحہ ۲۶۲ میں یوں رقم فرماتے ہیں

---

[1] ان کی شان میں شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی الندوہ نمبر ۸ جلد ۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رقم فرماتے ہیں "یہ بزرگ بہت بڑے محدث اور ٹھیٹ مذہبی آدمی تھے انہوں نے گو فلسفہ میں کمال پیدا کیا تھا لیکن فلسفہ کو بالکل حقیر سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے فلسفہ کے رد میں ایک ضخیم کتاب چار جلدوں میں لکھی اب خوش قسمتی سے اس گروہ کی تصنیفات کی طرف توجہ مبذول ہوی ہے چنانچہ ان کی کتاب العقل والنقل اور منہاج السنہ (گمراہ فرقوں کے احوال میں) چھپکر شائع ہوی ہے" امام عینی حنفی اور حضرت ملا علی قاری حنفی اور حضرت شیخ عبدالحق رح دہلوی محدث ان کی مدح میں رطب اللسان ہیں ۱۲ منہ

"واما الحديث النبوي السلطان ظل الله
في الارض يأوي اليه كل ضعيف وملهوف
وهذا صحيح فان الظل مفتقر الى آوٍ وهو رفيق
له مطابق له نوعًا من المطابقة والآوي الى الظل
المكتنف بالمظل صاحب الظل فالسلطان عبد الله
مخلوق مفتقر اليه لا يستغني عنه طرفة عين و
فيه من القدرة والسلطان والحفظ والنصرة
وغير ذلك من معاني السودد والصمدية التي
بها قوام الخلق ما يشبه ان يكون ظل الله في
الارض وهو اقوى الاسباب التي بها يصلح
امور خلقه وعباده فاذا صلح ذو السلطان
صلحت امور الناس واذا فسد فسدت بحسب فساده
ولا تفسد من كل وجه بل لابد من مصالح اذ هو
ظل الله لكن الظل تارة يكون كاملا مانعا من
جميع الاذى وتارة لا يمنع الا بعض الاذى واما
اذا عدم الظل فسد الامر كعدم سر الربوبية
التي بها قيام الامة الانسانية والله تعالى اعلم"

"اور جو حدیث میں آیا ہے کہ سلطان اللہ پاک کا سایہ ہے
زمین میں جسکی طرف ہر ایک بے بس اور مظلوم امن لیتے ہیں
یہ صحیح ہے، پس تحقیق سایہ کو ضرورت ہے امن لینے والے کی یعنی
سلطان کو رعیت کی ضرورت ہے۔ اور رعیت رفیق کا حکم اور رفیق
کیساتھ مطابقت رہتی ہے بہ نسبت سلطان کے۔ اور امن لینے والا
اس سایہ کی طرف یعنے رعیت جو پناہ اور آسرا پکڑنیوالا
ہے سایہ ڈالنے والے (خدا) کا۔ سایہ والا ہوا (اسکا حاصل
سایہ ڈالنے والا خداوند پاک ہوا اور سایہ سلطان اور
سایہ والی رعیت) پس سلطان خداوند تعالیٰ کا بندہ
اور ایسی مخلوق ہے کہ جسکی طرف (بندوں کو حاجت ہے) اور جس سے
ایک پلک مارنے تک بے پروائی نہیں کیجا سکتی ہے اور
غیب سے اس سلطان کو قدرت اور غلبہ اور حفظ و نصرت
و دیگر سرداری اور بے نیازی کے وہ وہ اشیا حاصل ہیں جنسے
مخلوق کا قیام ہو سکتا ہے جو مشابہ ہے سایۂ خداوندی
کیساتھ جس سے مخلوق کے کام اور بندوں کے ضروریات
سنورتے ہیں اگر سلطان رہا تو لوگوں کے سب امور درست رہتے ہیں
اور جب سلطان بگڑ جاتا ہے تو اسکے بگڑنے کے مطابق رعیت
اور مخلوق کے امور بگڑتے ہیں مگر پورے سارے نہیں بگڑتے بھر طور سلطان کیسا ہی ہو ضرور مصلحتیں ہوتی ہیں
اسلئے کہ وہ خدائی سایہ ہے لیکن سایہ کبھی پورا سا ہوتا ہے جو سب تکلیف سے حافظ و مانع ہوتا ہے اور کبھی کم[1]

[1] اس سے یہ مطلب نہیں کہ سایہ کو کم ہی رہنے دیں بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب سلطان سایۂ خداوندی ٹھرا تو اسکو کامل اور پورا زوردار ہونے کی کوشش کریں جبکہ چھوٹا اور کم سایہ مفید ٹھرا تو بڑے سایہ کی زیادہ ضرورت ہوئی
۱۲ منہ

ہوتا ہے تو بعض تکالیف سے محفوظ رکھ سکتا ہے پھر طور سایہ نہ ہو تو دین بگڑ جائیگا گویا ربوبیت خداوندی کا وہ راز جس سے انسانی گروہ کا قیام ہے وہ معدوم ہو جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم "

اگر مسئلہ خلافت اسلام میں مہتم بالشان اور انتہا درجہ کا ضروری مسئلہ نہ ہوتا تو اسکے متعلق کتب عقائد وکلام میں اسپر طول طویل بحث نہ کیجاتی ۔ آجکل چند گمنام وبے نشان وکس مپرس افراد کا خیال ہے کہ مسئلہ خلافت سیاسی مسئلہ ہے مذہبی نہیں - یہ اونکا غلط اور باطل خیال ہے ۔ ہاں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتِ راشدہ ہو بہو نمونہ نبوت تہی جسکو خلافتِ کاملہ کہا جاتا ہے اور انکے دوسروں کی خلافت چونکہ اہل زماں معاصرین کے شاہی حالات کے ساتھ مخلوط ہوتی چلی تو اسکا نام خلافتِ ناقصہ غیر کاملہ رکھا گیا (جیسا کہ عصام حاشیہ شرح عقائد مطبوعہ یوسفی صفحہ ۱۰۹ میں ہے) جسکو حدیث میں ملک وامارت کا لفظ بہی آیا ہے مگر اسکے ساتھ دوسری روایات میں ہمیشہ ہمیشہ خلفاء ہوتے جائینگے اور ان میں خطا وقصور بہی ہونگے یعنے نمازوں کے اوقات میں تاخیر بہی کرینگے پہر بہی انکی اطاعت وسمع واجب کردیگئی اگرچہ کہ (اپنے زوروں کے بل خلیفہ بر خلاف وصف قریشیت) حبشی غلام ہی ہوگیا ہو اہل اسلام پر اسکی خلافت کی اطاعت فرض ہے اگر اسکے مقابل دوسرا خلیفہ بننے لگے تو اس دوسرے خلیفہ کو قتل کر دینا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے اذا بویع للخلیفتین فاقتلوا الآخر منهما جبکہ دو خلیفوں کی اطاعت کا عہد لیا جاوے تو پچھلے کو قتل کر ڈالو ۔

علامۂ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ۔

ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب وانما الخلاف فی انه یجب علی الله او علی الخلق بدلیل سمعی او عقلی والمذهب انه یجب علی الخلق سمعا لقوله علیه السلام من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفات

پھر اجماع ہے اس بات پر کہ امام (خلیفہ) کا مقرر کرنا واجب ہے اور خلاف اسی میں ہے کہ مقرر کرنا خلیفہ کا اللہ پاک پر واجب ہے یا مخلوق پر ۔ شرعی دلیل سے واجب ہے یا عقلی دلیل سے ۔ اور (اہل سنت وجماعت کا) مذہب یہی ہے کہ (خلیفہ کا مقرر کرنا) مخلوق پر شرعاً ضروری ہے اسلئے کہ پیغمبر صلعم کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے زمان کا امام بغیر

النبی عم نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن
وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات
الشرعیۃ یتوقف علیہ کما اشار الیہ بقولہ
والمسلمون لابد لھم من امام الخ
اور حاشیہ شرح عقائد نسفی مطبوعہ یوسفی لکھنو صفحہ ۱۱
میں مرقوم ہے کما ذھب الیہ الامامیۃ والاسمٰعیلیۃ
او علی الخلق بدلیل سمعی وھو مذھب اھل السنۃ
او عقلی وھو مذھب المعتزلۃ والزیدیۃ اھ

جاننے کے موا تو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوی
اور صحیح روایت میں) ہے کہ تحقیق امت نے آنحضرت صلعم
کے وفات کے بعد دفن کے قبل خلیفہ کے مقرر کرنیکو ضروری سمجھا
اور یہی حال ہر ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد گزرا اور یہ بھی
ہے کہ بہتیری شرعی ضرورتیں بغیر خلیفہ کے ادا نہیں ہو سکتی
ہیں۔ اور اسی لئے امام نسفی رح نے یہ فرمایا ہو کہ مسلمانوں کے
لئے خلیفہ ضروری ہے اور روافض میں سے دو فرقوں، امامیہ اور
اسماعیلیہ کا یہ اعتقاد ہو کہ امام کا مقرر کرنا خداوند پاک کا ذمہ ہے

اور معتزلہ اور زیدیہ کا مذہب ہے کہ خلیفہ کا مقرر کرنا عقلاً ضروری ہے مگر اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہو کہ خلیفہ کا مقرر کرنا
شرعاً مخلوق پر فرض ہے۔

اور قرآن مجید میں ہے وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی
الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ

اور اگر دو ٹکڑیاں ایمانداروں میں سے باہم لڑیں تو دونو
میں اصلاح کرو۔ پس اگر بغاوت (زیادتی) کی اون دونو
میں سے ایک نے دوسرے پر تو تم لڑو اس سے جو بغاوت کی یہانتک کہ
(باغی ٹکڑی) رجوع کرلے خدا کے حکم (یعنے بغاوت نہ کرنے والی جماعت) کی طرف

اب رہے باغی لوگ جنکے ساتھ لڑنے اور قتل کا حکم قرآن مجید میں آیا ہی آیا وہ کافر ہیں یا نہیں اسمیں مفسرین
کا سلف و خلف میں اختلاف چلا آیا ہے جو لوگ کافر نہیں کہتے ہیں انکا یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہی
کہ ایمانداروں کی دو جماعتیں جب لڑیں ایماندارونکا لفظ آنے کے بعد ہم ان کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں صرف
لڑنے اور قتل کا حکم بجالانا ہمارا کام ہے بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ باغی کافر ہیں مگر بغاوت کرنے کے پہلے
کے اعتبار سے انکو ایماندار فرمایا گیا ہے ایسا قرآن مجید میں مُرتدوں کی بابت بھی ایماندارونکا لفظ آیا ہے

چنانچہ ارشاد ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ
مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ الآیۃ

اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے مرتد ہو جاوے
اپنے دین سے الخ

یہ سارا خلاصہ ہی تفسیر نیسابوری مصری جلد ٦ صفحہ ٧ کا جو حاشیہ ابن جریر طبری پر ہے ۔ اسی تفسیر نیسابوری کے صفحہ ٢٨ میں آیہ مذکورہ کے ماتحت مرقوم ہے۔

واعلم ان الباغیة فی اصطلاح الفقهاء فرقة خالفت الامام بتاویل باطل بطلانا بحسب الظن لا القطع فیخرج المرتد لان تاویله باطل قطعا اھ

اور یہ جان رکھو کہ فقہاء کی اصطلاح مین باغی لوگ اس گروہ کو کہا جاتا ہے جو خلیفہ کا خلاف کریں ایسی باطل تاویل سے جسکا باطل ہونا ظنی ہو یقینی باطل نہو اگر یقینی باطل ہو تو اسکو مرتد کہا جاتا ہے

اگرچہ کہ مذکورۂ آیت عبداللہ بن اُبَی ابن سلول نام کا مسلمان درحقیقت منافق کی شان میں اُتری جسنے مسلمانوں کے مابین تفرقہ ڈالنے کی ایک وقت کوشش کی تھی مگر مفسرین وامت نے سب تفرقہ اندازونکی بابت قیامت تک کے لئے اس آیت کا حکم باقی رکھا اور یہی حال ہے قرآن پاک کا کہ کبھی کسی موقعہ پر نازل ہوتی مگر اسکا حکم ہمیشہ کیلئے رکھا جاتا ہے جبتک کہ کسی خاص موقعہ کی اسمین تخصیص نہو۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ

من فارق عن الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه اوکما قال الحدیث

جسنے خدائی جماعت (خلافت) سے ایک بالشت جدا ہوا پس تحقیق نکالدیا اسلام کی ڈوری کو اپنے گلے سے

اس تمہید سے خلافت کی اسلامی ضرورت ناظرین پر عرض کردینے کے بعد واضح ہو کہ ایسی ضروری چیز پر جب مخالفین اسلام کا حملہ ہوا تو چند خود غرض یا کم فہم لوگوں نے اُلٹے اس خلافت کو سنبھالنے کے لئے ہمہ تن مکلف ہوکر کوشش کرنیوالے ترکی بھائیوں کو ناعاقبت اندیشی اور ینگ ٹرکی ہونیکا الزام لگاکر گورنمنٹ کو خوش کیا اور اہل اسلام کے سینوں پر زبانی قلمی نیزے لگاکر دلوں اور جگروں کو پارہ پارہ کردیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ ایسے نام کے مسلمانوں میں آجکل دو فریق نظر آتے ہیں ایک تو نفس خلافت کو شرعی چیز ہی نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ خلافت شرعًا مسلمانوں پر ضروری چیز ہے چنانچہ ہمنے شرع عقائد وغیرہ سے اسکا ثبوت بخوبی دیدیا ہے اور بعض اپنی زبانوں سے خلافت کی ہمدردی کا دعوی وزعم کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہم مخالفین اسلام اور خلافت کو پرزہ پرزہ کرنے والوں کے ساتھ موالات رکھینگے کیونکہ ترک موالات کا شرعًا ثبوت نہیں ہے حالانکہ الحب للہ والبغض للہ والی حدیث ترک موالات کے لئے

اعلیٰ منادی ہے اور اسکے علاوہ ہندوستان کی جمعیتِ علمار نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے یہ بخوبی ثابت فرما دیا ہے کہ ترک موالاۃ کا قرآن مجید اور احادیث پاک بڑے زور کیساتھ حکم فرما رہے ہیں۔ ان علماء کرام کی تقریروں وتحریروں کو دیکھکر بعض مخالفین حضرات نے ان علماء کی شان میں نام نہاد علماء کا خطاب تجویز فرمایا ہے آنحضرت صلعم کو دشمن۔ مذمّم (برائیوں والا) کہتے تھے اور آپ شکر و فرماتے تھے کہ میں تو محمد (خوبیوں والا) ہوں

اب ہمارے روبرو چند تحریریں ترک موالات کے خلاف میں موجود ہیں جنکا رد ہمارے علماء کرام عمومًا اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے اور حضرات علماء وانمباڑی جناب مولانا الحاج مولوی عبدالمجید خاں صاحب دامت برکاتہم وجناب مولانا مولوی محمد ہاشم صاحب دامت برکاتہم وجناب مولانا الحاج مولوی محمد عبدالہادی صاحب دامت برکاتہم وعظوں کے ذریعہ بخوبی فرما چکے ہیں جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام خیر الجزاء آمین۔ ان بیش بہا تحریروں اور تقریروں کے بعد مخالفین کی سعی تشکیک و وسوسہ اندازی کے خیال سے جو تھی رائگاں گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک ۔ تخصیص کے ساتھ ہمکو ہمارے ہمدرد وفخر قوم علامہ مولانا محمد عبدالمجید صاحب شرر مدیر قومی رپورٹ مدراس دامہم کر ہم کے تہ دل سے ممنونیت کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے مسئلہ خلافت کی ضرورت۔ اسکے مخالفین کے رد اور ترک موالات کے اثبات پر عمومًا اپنی جسمانی وقلمی جانفشانی کا روز روشن کی طرح ثبوت دیا اور خصوصًا جناب مولانا مولوی ضیاء الدین محمد صاحب صدر انجمن تعلیمی وانمباڑی کی کھلی چٹی کے جواب مسلسل دینے میں اپنے اخبار کو وقف فرما دیا بارک اللہ تعالیٰ فی بقائہ آمین اہل حق کی اتنی مساعی کے بعد ہم کو اس تحریر کی چنداں ضرورت باقی نہ رہی مگر اسوجہ سے کہ ہم کو اپنے علماء سے سنی ہوی چند باتیں جو یاد رہگئیں تھیں اور جنکو ہم اپنے خیال کے مطابق اپنی قوم پر ظاہر کرنا مناسب سمجھتے تھے تو ہمنے اس تحریر کو شائع کرنا باعث تشفی قوم سمجھا۔

حضرات! مخالفین اسلام کیساتھ مقابلہ اپنی اپنی طاقت کے موافق مدافعت کرتے رہنے میں خداوند پاک کی کئی مصلحتیں ہیں جنکی بابت خداوند تعالیٰ شانہ کا سورۂ حج میں ارشاد ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۚ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے. تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جنمیں بہت پڑھا جاتا ہے نام اللہ کا اور البتہ اللہ مدد کریگا اسکی جو مدد کریگا اسکی. بے شک اللہ زبردست ہے زور والا. وہ لوگ جنکو اگر ہم مقدور دیں ملک میں تو قائم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ اور حکم کریں بھلائی کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا

ان مخالفین اسلام نے ترکوں کا کوئی قصور نہیں دیکھا جنکے متعلق غیر منصفانہ فیصلہ صادر کیا اور جن ترکوں کی بابت اہل غرض نام نہاد اہل اسلام نے ناعاقبت اندیش کا نام تجویز کیا حالانکہ وہ ترک اسلام اور خلافت کی حمایت وحفاظت کی خاطر وطنوں اور آرام کو چھوڑ کر بیابان نوردی میں قیس (مجنون) کو بھی مات کر دیا عشق حقیقی کی مستی ونشہ میں سب تکالیف کو اپنے لئے عین آرام سمجھا. مصطفٰے کمال اور اسکی جماعت جیسے کوئی اسلامی جوش ونشہ کو تو دکھلاوے گھر بیٹھے آرام وراحت میں الزام وطعنے دینا آسان ہے ؎ شکست وفتح ہے قسمت کے ہاتھ میں اے امیر مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا اسلام کے نام لیوا ہوتا ہی ان حقیقی عاشقوں جانبازوں کا قصور ہے جنمیں وہ بیابان وصحرانوردی وسر بکف ہوکر جانبازی میں لگے ہوئے ہیں اور یہ ان کا سچا حال ہے ؎ نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی ہمیشہ سے فدائیان اسلام کا مخالفین کے پاس یہی قصور چلا آیا ہے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَّقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ (سورہ حج)

جو لوگ نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق صرف اسی کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے

اب ہماری نظر میں خلافت اور ترک موالات کے خلاف میں دو تحریریں جناب حاجی مولوی ضیاء الدین محمد صاحب بلوری کی ہیں (۱) کھلی چٹی بنام جناب مولانا محمد عبد المجید صاحب شرر مدراسی

فدائی اسلام (۲) خط بنام جناب میں مولانا صاحب سرگرم رکن خلافت کمیٹی وامبارٹی۔ اور ایک تحریر غیر معروف آدمی نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری کے نام کی ہے جسکو مخبر دکن پریس مدراس میں طبع کرا کے شایع کرایا گیا ہے جسکا نام بسط الکلام ہے مذکورہ تینوں تحریروں میں دیکھا گیا تو حامیان خلافت وتارکان موالات کے زبردست دلائل کے ساتھ معارضہ اور تعرض کرنا اور ان کا توڑنا اور ان کے جوابات دینا جو مناظرہ کے رو سے ان کے ذمہ واجب ضروری تھا کسی نے بھی وہ کام نہ کیا بلکہ تینوں تحریریں داب مناظرہ وجادۂ تحقیق کے برخلاف خود باہمی ربط وسیاق وسباق کی رعایت سے بالکل عاری ہونے کے علاوہ صرف اہل حق پر غلط الزامات سے پُر ہیں اور طرہ یہ کہ خود ان کے دعوائے موالات کے لئے ان کی تحریریں ذرہ بھر مفید نہیں ہیں چنانچہ ذیل کی ہماری تحریر سے انشاء اللہ تعالے ناظرین پر واضح ہو جائیگا۔ اب ان کے دعاوی کو نمبروار دیکھیں پھر اُن کے جوابات پر غور فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ حق وباطل میں فرق بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔ وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب

حامیان موالات کے دعاوی

(۱) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب نے کھلی چٹھی بنام مکرم جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب شرر دام لطفہ عین رقم فرمایا ہے کہ

"احقر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ حتی الوسع مسلمانوں کے مذہبی اختلافات مخالف اقوام پر ظاہر نہ کئے جائیں اسی بناء پر موالات تعاون میں جو شرعی فرق ہے (اور ایک فریق کفار سے موالات ناجائز۔ تعاون کو جائز سمجھتی ہے اور ایک فریق اس فرق کی قائل نہیں ہے) اس مضمون کو اخبارات میں طبع کرانا نامناسب سمجھتا رہا لیکن آپکے اخبار کے دو نمبروں میں میری ذات پر نامناسب حملہ کیا گیا ناگزیر اسکا جواب آپ کو تحریر کر رہا ہوں"

حضرات! آپ غور فرمائیں کہ جناب مولوی صاحب ممدوح کی بالا تحریر کے مطابق اگر اہل اسلام میں دو فریق ہیں تو ضرور آپکے پاس ایک فریق حق پر اور دوسری فریق باطل پر ہوگی جس کو اپنے زعم میں

آپ باطل پر سمجھتے ہیں اُسکو راہِ راست پر لانا اور اسکو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کرنا آپکا فرضِ منصبی تھا جسکی ادائیگی میں آپکو اغماض و اعراض ہرگز درست نہ تھا اور آپ پر قومی رپورٹ کے نامناسب دو حملوں تک آپکی تاخیر اور ان دو حملوں کے بعد کھلے میدان میں قدم رنجہ فرما کر نا گزیر کھلی چٹھی تحریر کرنی آپکے شان کے غیر مناسب تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکی اس تحریر کو اخلاص و للّٰہیت سے تعلق نہیں صرف حملوں کا معاوضہ آپکے مدنظر ہے۔ اگر آپکو اخلاص منظر ہوتا تو گفتگو میں سبقت فرماتے یا مذکورِ اختلاف کو اگر مذہب کیلئے چنداں مضر نہ سمجھتے تو اپنے مسلک پر اپنی تحریر دعوی کے مطابق قائم رہتے۔ جو آپ رقم فرماتے ہیں کہ " احقر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ حتی الوسع مسلمانوں کے مذہبی اختلافات مخالف اقوام پر ظاہر نہ کئے جائیں "

طرز و ادائے دلبری پہلے تمہیں آتی نہ تھی کسنے تمہیں سکھا یا شیوہ نیا چلن نیا (شاکر)

اگر فی الحقیقت آپکا ہمیشہ سے یہی مسلک رہا ہے تو مبارک باشد اگر یہ مسلک و آپکا دعوی صحیح ہوتا تو قومی رپورٹ کے حملوں سے آپ جذبہ حرکت میں نہیں آجاتے اور تو تو میں میں کی نزاع میں تشریف فرما نہ ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا دعوی مذکور ہی صحیح نہیں یا صحیح ہے تو ان حملوں کے پہلے تک وہ مسلک تھا مگر بعد میں آپکے نفس نے آپ پر غلبہ و سطوت جمالیا جو اسے آپ سے آپکو باہر کردیا۔ اسکے سوا یہ بات بھی ہے کہ جناب مولانا اشرف صاحب نے اپنے حملوں سے انکار بذریعہ تحریر فرمادیا ہے اون کے ہر دو حملوں کا ثبوت دئے بغیر آپکی تحریر قبل از وقت ثابت ہوگی یا قومی رپورٹ کے پاس اِفتراء۔

(۲) جناب مولوی صاحب ممدوح جناب بن مولانا صاحب متوطن وانمباڑی کی جانب خط میں رقم فرماتے ہیں کہ " اصل مسئلہ یہ ہے موالات علیحدہ شے ہے تعاون علیحدہ چیز ہے غلط مبحث نہ کرنا چاہئے ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی - موالاتِ مشرکین۔ اہل کتاب۔ مسلمان فاجر کسی سے بھی جائز نہیں

بخلاف تعاون کے ان سب لوگوں سے جائز ہے "

حضرات! آپکی بالا تحریر سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو موالاۃ اور تعاون دونوں باہمی الگ الگ چیزیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ موالاۃ مخالفین اسلام سے جائز نہیں مگر تعاون سب سے

جائز ہے - اب تو ہمکو ترکِ موالات کے اثبات کی تکلیف سے بیشک سبکدوشی حاصل ہو چکی کیونکہ آپنے ہی اسکو ناجائز فرما دیا اب ہمپر صرف یہ ضروری ہے کہ تعاون کے جائز ہونیکا رد کریں اور تعاون و موالاۃ کے جدا جدا چیزیں ہونے کے خیال کا ابطال کرکے دکھلادیں کہ سے ایں خیال است و محال است و جنوں ٭ دونوں میں فرق کے مدعی پر لغۃً اور شرعاً و عرفاً و مصداقاً ثبوت کا بار تہا۔

خیر ہمارے ناظرین! مولوی صاحب ممدوح کی اس تحریر سے جو جناب میں مولانا صاحب کی جانب روانہ کی ہے اس سے تعاون و موالاۃ کو دو الگ چیزیں ہونیکا دعوی پایا گیا اب جناب مولانا شرر صاحب کے نام کی کھلی چٹی منجانب مولوی صاحب ممدوح کے کالم ۲ مطبوعہ حیدری پریس رائی پیٹ مدراس کو ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ

" کافروں کا مال مباح ہے یعنا مسلم کو جس طریقے سے ہی ہو بجز غبن کے) اسکے ترک پر کسی کو مجبور کرنا اسکے نہ ماننے پر اس سے ترک موالات کرنا اس کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ آرائی اور قدیم عداوتیں ظاہر کرنیکے لئے موقع دینا خلاف شرع بھی ہے اور خلاف عقل "

حضرت مولوی صاحب! اب ہم آپ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس ٹکڑے میں آپنے "ترک موالات کرنا" جو جملہ استعمال فرمایا آیا یہ فعل قلب محض ہے یا فعل ظاہری؟ اگر فعل قلب مراد ہے تو وہ کسی پر بجز علام الغیوب کے ظاہر نہیں ہو سکتا جسکی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی فرقہ آرائی اور قدیم عداوتوں کے ظاہر کرنیکا موقع حاصل ہو - اب اگر اس ترک موالاۃ سے مراد ترک ظاہری مقصود ہے تو وہی ترک تعاون ٹھرا حالانکہ آپ دونوں کے جدا ہونیکا دعوی فرماتے تھے اور یہاں آپکے کلام سے دونوں ایک ثابت ہوئے۔ ہاں اس ٹکڑے میں کافروں کے مال کو مسلم کیلئے مباح جو قرار دیا ہے اور اسکی مخالفت کو خلاف شرع و خلاف عقل کا جو حکم لگایا ہے اسکے متعلق گرانٹ کی بحث میں انشاء اللہ تعالی کچھ عرض کردیا جائیگا فتربصوا انی معکم من المتربصین اور خداوند پاک کا یہی شکر ہے کہ جناب مولوی صاحب ممدوح نے اپنی کھلی چٹی کے شروع میں موالاۃ اور تعاون کے انکے زعمی فرق کو شرعی فرق قرار دیا ہے جسکی وجہ سے ہمکو لغۃً اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہ رہی - صرف ہمکو مولوی صاحب ممدوح سے یہ دریافت کرنا ہے کہ خود اگر کسی کی سلف سے

تقلید نہیں فرماتے ہیں بذات خود کسی آیت یا حدیث یا اجماع یا قیاس یا استحسان سے ثابت فرما دیں کہ دونو الگ الگ شئی ہیں یا اگر کسی امام کی ائمہ اربعہ رح سے تقلید کرتے ہیں تو ان کا فتویٰ اور جزئی بحوالہ صحیح نقل فرما دیویں کہ موالات الگ شئی ہے اور تعاون الگ اور پہلی چیز مشرکین اہل کتاب سفاجر مسلمین سے بھی ناجائز ہے اور دوسری چیز سب سے جائز فعلیکم بتصحیح النقل

حضرت مولوی صاحب : آپنے تعاون کو سب کفار و مشرکین و اہل کتاب سفاجروں کے ساتھ جائز تحریر فرمایا ہے اور موالاۃ کو اس سے جدا کہا ہے مگر اس جدا کہنے کو نہ نباہا اور دونوں کو متحد بنا دیا ہے

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو اپنے آپ دام میں صیاد آگیا

کیا آپکی متضاد تحریروں کو پبلک مان سکتی ہے ؟ یا اُس شیخ العرب والعجم فخر الاسلام والمسلمین وارث صادق رسول مقبول فرزندِ فاروق اعظم حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح کے اُس فتویٰ کو ؟ جسمیں بنیاد آیت سے تعاون کو ناجائز اور اس تعاون کو موالاۃ قرار دیا ہے اور وہ فتویٰ نصاریٰ کی ملازمت و غیرہ کی بابت ہی دیا گیا تھا جسکو مولوی صاحب ممدوح نے کھلی چٹی کے کالم ۳ میں جائز قرار دیا ہے دیکھو "حصول ملازمتین کا لفظ"

موعودہ آیت یہ ہے وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - اور مت ایکدوسرے کی مدد کرو گناہ اور زیادتی پر اور انکا فتویٰ مذکور انکے مجموعۂ فتاویٰ سے نکالکر بطور اشتہار فارسی اور اردو ترجمہ کیساتھ تقریباً دو ماہ کے قبل شائع بھی کر دیا گیا ہے.

دونوں الفاظ (تعاون و موالاۃ) کے فرق کو جبکہ آپ شرعی فرق قرار دیتے ہیں لغوی بحث نہ فرما کر یہ بتلا دیں کہ بعید اتفاقاً و عقلاً از روئے شرع فلاں معنے پر تعاون کا لفظ صادق آتا ہے جہاں موالات مستعمل نہیں ہوسکتا اور جہاں اسکا استعمال ہوتا ہے وہاں تعاون کا لفظ منطبق نہیں ہوسکتا ہے تو آپ بہ نظر انصاف و غیرت ایمانی آیات قرآن مجید پر غور و تدبر فرمائیں اور انکے سیاق و سباق (آگے پیچھے کے کلام) اور ربط الفاظ و قرائن اور ان آیات کے شان نزول اور احادیث صحیحہ سے ان آیات کے متعلق واقعات پر نظر فرما کر علی الاعلان شہادت دیں کہ تعاون الگ ہے

اور موالات الگ۔

ناظرین! اب آپ بغور سنیں کہ تعاوُن کا معنے جہاں قرآن پاک میں یہ لفظ آیا ہے اسکا معنے ہے باہمی مدد و نصرت اور یہی معنے مدد و نصرت کے مفسرین اولیاء کے لفظ کے فرماتے ہیں۔ اور یہی اولیاء کے لفظ کے باب مُفاعلۃ کا مصدر مُوالاۃ ہے اب مفسرین کے اقوال کے ساتھ اولیاء کے لفظ کے معنے سنیں اور اس اولیا کے لفظ کے مقامات کے سیاق و سباق (آگے پیچھے کے الفاظ) سے بھی نصرت کے معنے ہی پائے جاتے ہیں اور اس لفظ اولیاء کے شانِ نزول کے صحیح حدیثی واقعات سے بھی موالاۃ و تعاون ہم مصداق قرار پاتے ہیں۔ سورۂ ممتحنہ میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ الآیہ	اے ایمان والو مت بناؤ تم میرے اور تمہارے دشمنوں کو مددگار جو ڈالتے ہو تم انکی جانب دوستی کو۔

اے ہمارے معزز ناظرین! بغور قرآن کے الفاظ پر نظر ڈالیں اس آیت میں اولیاء سے مراد صرف دلی محبت جو چھپی ہوئی چیز ہے وہی مراد نہیں بلکہ ایسے ولی و مددگار انکو (مخالفین اسلام کو) نہ بنایا جاوے جن پر اپنی محبت و مودت کا عملی اظہار بھی ہو چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی حاطب بن ابی بلتعہ کے شان میں جنہوں نے حضرت صلعم کے غزوۂ مکہ کی تیاری کی خبر دینے والا ایک خط مخالفین اسلام کو لکھ بھیجا تھا تاکہ وہ اہلِ مکہ مخالفین اسلام بسبب حاطب بن ابی بلتعہ کے اہل و عیال جو مکہ معظمہ میں مقیم تھے ان کی مدد کریں (اب بھی چند حضرات کو اپنی اپنی غرض مخالفین سے موالاۃ پر آمادہ کرتی اور ترک موالاۃ سے روکتی ہے) اور مذکورہ خط کے واقعہ پر مرقومۂ بالا آیت پاک نازل ہوئی۔ اب آپ حضرات ہی انصاف فرمائیں یہ فعل صرف قلبی تھا یا عملی جسکے ترک کا حکم اس آیت پاک میں دیا گیا۔ اگر عملی فعل و تعلق کے ترک و قطع کرنیکا حکم اس آیت میں ہے اور بے شک یہی ہے تو تعاوُن اور موالاۃ کو شرعاً الگ الگ مصداق قرار دینا حامیانِ موالاۃ و تعاوُن کی زبردستی و بے انصافی ہے۔ تفسیر ابن جریر مصری جلد ۲۸ میں اس آیت کے تحت میں یوں مرقوم ہے کہ

اولیاء یعنی انصاراً	اس آیت میں اولیاء سے مراد ناصر و مددگار ہیں۔

سورۂ انفال میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا مَالَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا الآیۃ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ (پاک) کی راہ میں اور جن لوگوں نے کہ مسلمان بے وطنوں کو جگہ اور مدد دی یہ لوگ ایکدوسرے کے یار و مددگار ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے پر وطن چھوڑا تو تمہاری کارسازی ان کے ساتھ وطن چھوڑنے تک کچھ نہیں (دیجئے جائز نہیں)

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ

اور جو لوگ کافر ہوئے وہ ایکدوسرے کے کارساز ہیں (اے مسلمانو) تم ایسا (ترک موالاۃ کافروں کے ساتھ) نہ کرو تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا

اس آیت کے تحت میں امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ مصری)

بعضھم انصار بعض واعوان علی من سواھم من المشرکین واید بعضھم علی من کفر باللہ وبعضھم اخوان بعض دون اقربائھم الکفار

موالاۃ سے یہاں یہ مقصود ہے کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے معاون و مددگار رہیں کفار کے مقابلے میں اور سب کے ساتھ ملکر خدائے پاک کے منکروں پر ایک ہو کر منکر نظر آئیں

اور آپس میں مسلمانوں کا بھائی بھائی کا معاملہ ہو اور ایسا معاملہ رشتہ دار کافروں کیساتھ نہ چاہیے۔

اور اسی جگہ امام نیسابوری اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ مصری)

ظاھرہ اثبات الموالاۃ بینھم والغرض نھی المسلمین عن موالاتھم وان کانوا اقارب ثم قال الا تفعلوہ ای ما امرتکم بہ من موالاۃ المسلمین المھاجرین ومن عدم موالاۃ غیر المھاجرین الا فی حالۃ الاستنصار ومن عدم موالاۃ الکفرۃ اصلا تکن فتنۃ ای تحصل مفاسد

مذکورۂ بالا آیت شریفہ سے مسلمانوں میں باہمی موالات اور کفار کیساتھ ترک موالات کی غرض ثابت اور ظاہر ہوتی ہے اگرچہ کہ دشمنان اسلام تمہارے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے ساتھ ترک موالات یہاں تک کرو کہ ان سے میراث بھی نہ لو۔ انہیں کفار کو آپس میں لینے دو۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ بے وطن مسلمانوں کے ساتھ سب قسم کی امداد اور ہر موقع پر

صوابہ بعضہم بعضا

عظیمۃ فی الارض من تفرق الکلمۃ واختلاط المومن بالکافر ووقوع الھرج والمرج اھ

یہانتک کہ باہمی میراث میں بھی اور غیر مہاجر مسلمانوں کی امداد صرف دینی طلب کے موقعہ پر اور دشمنان اسلام کے ساتھ ہر طرح کی ترک اعانت سب موقعوں پر اگر نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑے بڑے فساد اور پھوٹ اور مسلمانوں کا دشمنان اسلام کیساتھ میل ملاپ وخلل انداز یان اور قتل وخون واقع ہوجاینگے

مذکورہ بالا آیت اور اسکی تفسیروں سے موالاۃ سے صرف قلبی تعلق مراد نہیں لیا گیا اس جگہ موالاۃ سے یا نصرت ومدد مراد ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے یا موالات سے مراد مال کا وارث بننا ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کیونکہ نیچے اُولوا الارحام (رشتہ داروں) کا ذکر آیا ہے ان نیچے والوں کی تفسیر کے مطابق معنے یہ ہوئے کہ پہلے مسلمانوں کے آپس میں موالاۃ (ایکدوسرکی مدد) یہانتک کہی گئی تھی کہ مہاجرین مسلمانوں کو انصار کے وارث بنادیا اور ان کے رشتہ داروں سے ترک موالاۃ مسلمانوں پر اسقدر کرادیا کہ باہمی رشتہ داری کے حق میراث کے ان کو غیر وارث ٹھہرادیا پھر جبکہ وہ کفار رشتہ دار مسلمان ہوچکے اور مہاجر مسلمانوں میں وسعت آنے لگی اور انصار کی نصرت کے محتاج نہ رہے۔ تو تب اولوا الارحام والی آیت نازل فرماکر بعد حق وراثت رشتہ داروں کو دلایا۔ یہی موالاۃ کی ترغیب والی آیت تھی جسنے اپنے بھائی کفار کی وراثت سے مسلمانوں کو نفرت دلائی اور مسلمان مہاجر بھائیوں کی امداد واعانت پر یہانتک اُبھاری کہ دو بیویوں والا انصاری اپنی ایک خوبرو عمدہ بی بی کو طلاق دیکر مہاجر بھائی کی بیوی بنانے پر آمادہ ہوگیا۔

موالاۃ کا معنے صرف قلبی محبت اور ترک موالاۃ کا محض قلبی نفرت ہوتی تو سلف کی مذکورہ کارروائیاں جسکی بناء موالاۃ وترک موالاۃ کے لفظوں پر کہی گئی تھی وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عدم فہم پر محمول تھیں حالانکہ وہی صحابہ ہم سے بہتر واعلیٰ سمجھنے والے تھے قرآن پاک کے جنھوں نے موالاۃ سے اوعلیٰ تعلق مراد لیکر ان آیات شریفہ پر عمل کرکے موالات وترک موالات کے مقامات کا نقشہ امت محمدیہ کے روبرو پیش کردیا۔ اللھم ارض عنھم وارضھم امین

سورۂ آل عمران میں یوں ارشاد ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ | نہ بناویں مسلمان کافروں کو مسلمانوں کے

الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۚ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۞

سوائے مددگار۔ اور جو کوئی بناوے پس اللہ تعالیٰ کے (وہ) کسی قسم کے ذمہ میں نہیں ہے۔ مگر یہ کہ بچو تم ان سے کچھ بچنا۔ اور اللہ پاک تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جانا (ہر ایک کا)

تفسیر نیشاپوری جلد ثالث صفحہ ۱۷۳ مصری میں مرقوم ہے

ان لكم في موالاة المؤمنين مندوحة عن موالاة الكافرين فلا تؤثروهم على المؤمنين. وهو (المراد منه) الركون اليهم والمعونة والمظاهرة لقرابة او صداقة قبل الاسلام او غير ذلك

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ليعلم ان الاشتراك بينهم وبين المؤمنين في الموالاة غير متحقق وهذا امر معقول فان موالاة الولي وموالاة عدوه ضدان قال ؎

تودّ عدوي ثم تزعم انني
صديقك ليس النّوك عنك بعازب اھ

تحقیق تمہارے لئے مسلمانو! اپنے بھائی مسلمان کیساتھ موالات میں اتنی گنجایش رکھی گئی ہے جسکی برکت سے تمکو کافروں کی امداد واعانت (موالات) کی ضرورت باقی نہ رہی پس تم مسلمان بھائیوں کے ہوتے ان دشمنان اسلام کو (مدد دیکر) آگے نہ بڑھاؤ۔ اس جگہ آیت سے مراد یہی ہے کہ قرابت یا اسلام کے قبل کی آشنائی یا اور کوئی غرض سے ان دشمنان اسلام کیطرف جھکنا اور انکی تائید و مدد دینا یا لینا سب ان دشمنان اسلام سے ممنوع ہے۔ خداوند پاک اس آیت میں مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ کا لفظ جو فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ دشمنان اسلام اور مطیعان اسلام دونوں کیساتھ موالاۃ کا دعویٰ کوئی کرے تو غلط ہے اور یہ معقول بات ہے کہ کسی دوست کیساتھ دوستی اور اسکے دشمن کے ساتھ بھی یارانہ یہ دونوں ضد ہیں۔ شعر کا ترجمہ ہے ؎ تو میرے دشمن کو چاہتا پھر کہتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں تو یقین ہے کہ تو اس دعویٰ میں حماقت سے جدا اور دور نہیں

اور تفسیر ابن جریر طبری جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ مصر میں یوں مرقوم ہے

لا تتخذوا ايها المؤمنون الكفّار ظهرا وانصارا فانه من يفعل ذلك فليس

اے مسلمانو دین اسلام کے دشمنوں کافروں کو پشتیبان اور مددگار نہ بناؤ اگر ایسا کوئی بناوے اللہ تعالیٰ سے وہ

من اللہ فی شیئ یعنی بذلك فقد برئ من اللہ وبرئ اللہ منہ بارتدادہ عن دینہ ودخولہ فی الکفر

قال ابو العالیۃ التقیۃ باللسان ولیس بالعمل اھ

الگ ہو اللہ تعالیٰ اس سے الگ ہوگیا کیونکہ وہ مرتد ہو کر کفر میں داخل ہوگیا۔ امام ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ اگر دشمنان دین سے کچھ خوف ہو تو صرف زبان سے بچاؤ کی کوئی بات کیجا سکتی ہے مگر ان کے ساتھ عملی تعلق بچاؤ کی غرض سے جائز نہیں۔

اور اسی سورۂ آل عمران کی دوسری آیت ہے جس سے اولیاء اور مُوالاۃ کے لفظ کی شرح وتفسیر بطانۃ کے لفظ سے کیگئی ہے جسکا معنے ہے تمہارے کاموں میں دخل دینے والا۔

اور حدیث پاک میں ہو القرآن یفسر بعضہ بعضا
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

۔ قرآن پاک کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھولدیتا ہے (اے ایمان والو اپنوں کے سوا (دوسروں) کو اپنے دخیل کار مت بناؤ۔ تمہاری تباہی میں وہ کوتاہی نہ کرینگے وہ تمہاری ایذا کی حالت چاہتے ہیں۔ ان کے زبانوں سے تو بلاشک دشمنی ظاہر ہوچکی اور ان کے سینوں کی چھپی ہوئی (دشمنیاں) بہت بڑی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو تم پر ہم کھول چکے ہیں (اوں دشمنان دین کا حال)

حضرات! اس آیت شریفہ سے ایک تو مُوالاۃ کا معنے کاموں میں دخل دینے والا بنا امعلوم ہوگیا جو کے علاوہ جن دشمنوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ فی زمانا یہ نقشہ کن لوگوں پر منطبق ہوتا ہے؟ خیر اگر دشمنان اسلام کا وہ طبقہ جو ہمارے ترک بھائیوں کے مقابلہ میں ہو کر ان کو تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی ان میں مذکورۂ بالا اوصاف موجود ہیں تو ان کے کاموں میں ہمارا دخل اور ہمارے کاموں میں ان کا دخل ہرگز باقی نہ رہیں اور وہ اوصاف اگر ہمارے ہندو ہموطنوں میں جب تک کہ موجود ہوں تو ہم کو ان ہندوؤں کے ساتھ ترک مُوالات جو ترک معاملات اور ترک تعاون کا ہم مصداق ہے اسکو کام میں لاکر مُوالات جاری رکھنا چاہئے۔ یہ آیت پاک تو پیشین گوئی اور نقشہ ہو بہو ہے ان دعدہ

خلاف بہادروں کا جو معاہدۂ سیورس بدلنا نہیں چاہتے ہیں۔ (رعیاں راجہ بیاں)

اس آیت کے تحت میں امام نیشاپوری رح اپنی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں (جلد ۴ صفحہ ۱۵ مصری)

قال ابن عباس رض ومجاهد رح نزلت فی قوم من المؤمنین کانوا یصافون المنافقین ویواطئون رجالا من الیهود لما کان بینهم من القرابة والصداقة والحلف فی الجوار والرضاع فنهاهم الله عن مباطنتهم خوف الفتنة منهم علیهم اھ

حضرت ابن عباس اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان مسلمانوں کی شان میں نازل ہوی جو منافقوں کے ساتھ مل بیٹھتے اور یہود کے ساتھ میل ملاپ رکھتے تھے اس وجہ کہ ان کے ساتھ ان کو رشتہ اور قدیم آشنائی اور ہمسائگی کی وجہ سے حلف اور دودھ کی برادری تھی۔ مسلمانوں پر ان کا یہ میل ملاپ فتنہ برپا کیا اور برپا کریگا تھی جسکے اندیشہ سے خداوند پاک ان کے دخیل کار بنانے سے مسلمانوں کو منع فرمادیا

اور امام ابن جریر رح بھی اپنی تفسیر جلد رابع صفحہ ۲۷ (مطبوع مصری) میں پوری سند کیساتھ حضرت ابن عباس رض سے مذکورۂ بالا شان نزول اس آیت کا تحریر فرماتے ہیں۔ اور اسی مقام پر کمالین حاشیہ جلالین میں لکھا ہے۔

عن عمر رض انه امتنع من ان یتخذ کاتبا نصرانیا من اهل الحیرة لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منه اھ

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باز رہے ایسے نصرانی کو منشی بنانے سے جو حیرہ والا تھا اور بے نظیر حافظہ اور عمدہ خط والا تھا۔

جبکہ حضرت عمر رض نصرانی کو منشی بنانا ممنوع سمجھے تو ایسے نصاری کے ہم ماتحت منشی وغیرہ خود بننا یا بننے والوں کو پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے کام کب روا اور جائز ہو سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور پرنور سرور عالم رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں۔

ایما مومن مات وترك مالا فلورثته ومن ترك دینا او عیالا فعلیّ فادعوا

جو مومن مال چھوڑ کر مرے تو اسکے وارث اسکو لے ہیں اور جو کوئی قرض اور یتیم وبیوہ چھوڑ جائے

اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (او کما قال)	تو اسکی خبرگری میرے ذمے پر بس پڑ ہو تم اسکی تصدیق قرآن پاک سے اگر تمکو خواہش ہو کہ خداوند تعالیٰ فرماتا

ہے کہ نبی بڑا ولی ہے ایماندا روں کا خود ان کی جانوں کی نسبت۔

ہمارے ناظرین: غور و انصاف فرماویں کہ حضرت صلعم کو بیکسو ںکے ساتھ بڑے موالاۃ رکھنے والے جو ذکر فرمایا آیا وہ صرف قلبی ہی قلبی موالات تھی یا عملی اور زبردست عملی موالاۃ؟ لفظ ولی اور والی جو موالاۃ کے اصل لفظوں سے مشتق ہیں ان کے معنے احادیث کی معتبر لغت اور بے نظیر لغت مجمع البحار میں شیخ محمد طاہر شہید محدّث حنفی پٹنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

وکان الولایۃ یشعر بالتدبیر والقدرۃ والفعل ومالم یجتمع ذلک فیہا لم یطلق علیہ اسم الولی اھ	ولایت کے لفظ سے تدبیر و قدرت اور فعل کے معنے پائے جاتے ہیں اور جسمیں تدبیر و قدرت و فعل سب جمع نہ ہوں اسپر ولی کا لفظ نہیں کہا جاتا۔

شیخ رح نے تو موالاۃ کو عملی چیز قرار دیا جس سے یہ صاف پایا جاتا ہے کہ ایسے چیز کا ترک ہی عملی ہو۔ شیخ رح نے گویا قرآن و حدیث سے استقراء و تتبع کے بعد یہ خلاصہ اور نچوڑ لفظ ولایت و موالاۃ اور ولی کا پچھلوں کے لئے نکالکر رکھدیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ کے معانی کے مطابق ترک موالاۃ کا یہ مطلب ٹھرا کہ دشمنان اسلام کو اپنا مدبر و مشیر کار اور اپنے پر طاقت و قدرت رکھنے والے اور اپنے پر فعل و تصرف کرنے والے بنانا ممنوع ہوا۔ اور یہی ترک موالات ہے جو ترک معاملات اور ترک تعاون کا ہم مصداق ہے وبس اب صرف قلبی ہی قلبی محبت موالات سے مراد رکھنے والے دشمنان اسلام کو خوش کرنیوالے حضرات تکلیف فرماکر چند نظائر و امثال قرآن و حدیث و تفسیر و شرح و اقوال ائمہ کرام سے اپنے مطلب پر پیش فرماویں۔

بہر طور قرآن مجید و احادیث پاک و تعامل سلف صالحین سے اسا ہی پایہ ثبوت کو پہونچا کہ اسلام پر جو طبقہ عدوان (زیادتی) اور عداوت برتے اسکے ساتھ ترک تعاون اور ترک معاملات

کرنا مسلمانوں کا اسلامی اہم فرض ہے، خواہ وہ طبقہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرکین۔ جس زمانہ میں اسلام کے ساتھ دشمنی اور زیادتی یہود کریں ان کے ساتھ اوس زمانہ میں ترکِ تعاون ضروری ہے اور جب نصاریٰ دشمن اسلام ہنگر نظر آئیں اوسوقت نصاریٰ کے ساتھ ترک معاملات لازم ہے نیز بدستور مشرکین کے ساتھ جب دشمنی انکی مقابلۂ اسلام نظر آئیگی ہم مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ قطع تعلق اور ترک اتحاد عمل کریں۔

پس اب نصاریٰ ہی مسلمانوں کے مقابلہ میں اور اسلام کے مٹانے میں بحیثیت صلیبی جنگ (کروسیڈوا) اپنا پورا سارا زور خرچ کئے اور کر رہے ہیں تو ہمکو صرف نصاریٰ کیساتھ ہی قطع تعلق عملی کرنا ضروری و اسلامی غیرت اور فرض مذہبی ہے۔ اب قبل از وقت ہنود کیساتھ ترک معاملات کا سوال بیجا اور بے موقع اور عدل کے خلاف ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ

لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی الآیہ

(مائدہ)

"نہ ابھارے تم کو کسی قوم کی دشمنی اس امر پر کہ تم انصاف (انکے ساتھ) نہ کرو (بلکہ) تم کو انصاف کرنا چاہئے (جو) وہ پرہیزگاری کے بہت نزدیک ہے۔"

فی زمانا ہمارے ساتھ ہنود برادروں کے بڑے بڑے لیڈران مصالحتا و اسلامی امور اور اسلامی بیخ و بنیاد مسئلۂ خلافت کی تائید اور بریلف کا معاملہ اور کوشش کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں چند آرہ و کتارپور کے چند ناداں ہندوؤں کے جزئی واقعات کا تذکرہ ان صلح جو ہندو برادروں کیساتھ بے انصافی کرنے پر ہمکو آمادہ نہیں کر سکتا۔

مگر نصاریٰ کا حال ایسا نہیں کہ کبھی اٹلی خلیفہ پر دست اندازی کرتا ہے اور کبھی فرانس مراکو الجزائر اور ٹیونس وغیرہ وغیرہ پر قبضہ جما کر خلیفہ کا اقتدار کم کرتا ہے اور کبھی سب نصاریٰ اتحاد و اتفاق کرکے پوری خلافت کو برباد کرتے ہوئے مقامات مقدسہ پر اپنی سلطنت کا سکہ بلاواسطہ او بالواسطہ بٹھا رہے ہیں اور جزیرۃ العرب میں مذہب اسلام کے خلاف اپنے قدم جما چکے ہیں۔

اب مسلمان غیرت اسلامی کو کام میں لاکر احکام مذہبی کو دیکھکر انصاف دیں۔ کہ کس کیا ہم ہنود کے ساتھ بجا تعاون یا انصافی کیسا ہے اور بجا یا نصاریٰ کے ساتھ شرعاً کہاں تک بنا ہو سکتا ہے؟

اب ہم اسلامی غیرت پر اضافہ کرنے کیلئے اس مسئلہ ترک موالاۃ کو ختم کرکے دوسرے اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اندکے با تو بگفتم غم دل ترسیدم   کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

انّ فی ذٰلك لعبرۃ لاولی الابصار

(۳) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کا یہ اعتراض ہے (کھلی چٹھی بنام مولانا نذیر صاحب کا لم ۱) فرماتے ہیں کہ

"انڈین کانگریس خلافت کانفرنس جمعیۃ العلماء جن امور سے مسلمانوں کو دست بردار ہونیکو حکم کرتے ہیں ان میں بہت سے ایسے امور ہیں کہ جنکی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ اصول فقہ کا مسلّمہ قاعدہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (اصل اشیاؤں میں اباحت ہے) جبتک دلیل شرعی قائم نہ ہو اسکی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے"

ہمارے ناظرین : مذکورۂ بالا تحریر میں جناب مولوی صاحب نے ایک دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ اباحت یعنی مباح دلیل شرعی نہیں۔ دوسرا دعویٰ آپکا یہ ہے کہ جسکا ذکر شرع میں حلّت و حرمت کی رو سے نہ آیا اسکو مباح سمجھنا یہ سارے اصول فقہ کا مسلّم قاعدہ ہے۔ تیسرا یہ دعویٰ بھی آپ نے کیا ہے کہ جب تک دلیل شرعی قائم نہ ہو ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ اب پہلے دعویٰ کے متعلق سنیں۔ مولانا بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت اصول فقہ کی معتبر کتاب میں رقم فرماتے ہیں (شاید اسکا متن مسلّم الثبوت آپکے مدرسہ باقیات میں داخل درس ہوگا)

لان الاباحۃ ای ما یکون فعلہ وترکہ متساویین حکم شرعی لان الاباحۃ من الاحکام ولاحکم الا بالشرع فثبت کون الاباحۃ حکما شرعیا لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم شرعی تخییرا ای من الخطاب التخییری اھ

(کشف المبہم حاشی المسلّم صفحہ ۱۹ مطبوعہ شعلۂ طور کانپور)

فتساوی الفعل وعدمہ المأخوذ فی حد الحکم الاباحۃ ہی الحکم التخییری یسمّی اباحۃ اھ

کہ "اباحت جسکا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہوں حکم شرعی ہے اسلئے کہ اباحت احکام میں داخل ہے اور حکم بجز شرع کے نہیں ہوتا تو اباحت کا حکم شرعی ہونا ثابت ہوچکا اسلئے کہ اباحت شرعی خطاب ہے اور خطاب حکم شرعی ہے مگر اختیاری یعنی کرنے نہ کرنے دونوں کی شرع نے اجازت دی ہے"

اور اسی مسلّم الثبوت کی شرح کشف المبہم میں ہے کہ کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہونا جس حکم کی تعریف میں کیا گیا ہے اسکا نام اباحت ہے یعنی اختیاری حکم ہے۔

ان حوالوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ ہر ایک انسان اپنی عقل و رائے سے کسی چیز کو مباح نہیں کہہ سکتا سوائے شرعی دلیل کے کیونکہ مباح بھی شرعی حکم ہے۔ اب رہا دشمنان اسلام کیساتھ موالات و معاملات و تعاون کا ترک کرنا مباح کیا ہوگا جبکہ دلائل یقینیہ قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین و اجماع من بعدہم سے اسکا ضروری و لازم ہونا ثابت ہو چکا ہو اور آیت پاک و من یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیئ کی وعید سے امام ابن جریر طبری کے فتوے اور تفسیر کے مطابق مرتد اور کفر میں داخل ہونا لازم آتا ہو۔ پس یہاں مباح کے دلیل شرعی ہونے اور نہ ہونے کی بحث جناب مولوی صاحب کا کھلی چٹی میں لانا شاید چوک ہے یا مغالطہ ہے۔ خیر

دوسرا زعم جناب مولوی صاحب ممدوح کا کہ جس امر کا ذکر شرع میں حلال یا حرام کرکے نہ آیا ہو تو اصول فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ وہ مباح ہے

جناب مولوی صاحب: آپ سے کیسی بھول ہو گئی ہے کہ درسی کتاب مسلم الثبوت اور اسکی شرح کشف المبہم اصول فقہ کی مستند و اعلیٰ کتاب کو اپنے پیش نظر آپنے نہیں رکھا۔ کشف المبہم کے صفحہ ۳۷ سے صفحہ ۳۸ تک آپ ملاحظہ فرمائیں ہم صرف اسکا ملخص ذکر کرتے ہیں۔

وفی التفسیر الاحمدی هو مذهب طائفة وفی الدر المختار هو رای المعتزلة وفی حاشیة شرح المنار للمصنف وهو مذهب معاویة ومن معه کمروان وابنه یزید وغیرهما والقول بانه مذهب الشافعی لیس عندی شیئ لانه لم ینقل عنه فی صحیح الاملا یوافق التوقف او الحظر کما ذهب الیه غیرهم ومنهم ابو منصور الماتریدی و صاحب الهدایة وعامة اهل الحدیث ۱۲ منه) فی شرح المنار للمصنف هو مذهب بعض

اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہونیکا مذہب ایک ٹکڑی کا ہے اور در مختار میں ہے کہ وہ معتزلہ کی رائے ہے اور منار کی شرح میں جو مصنف منار نے خود لکھی ہے یہ لکھا ہے کہ وہ معاویہ اور اسکے ساتھیوں مروان اور یزید وغیرہ کا مذہب ہے اور جو لوگ کہ اسکو امام شافعی کا مذہب کہتے ہیں وہ درست نہیں بلکہ ان کا مذہب توقف کا ہے اور اصل اشیاء میں منع ہونیکا مذہب امام ابو منصور ماتریدی اور کئے اہلحدیث یعنے محدثین کا ہے اور منار کے حاشیہ

اهل الحديث وفي الحاشية والصحيح ان الاصل
في الافعال التحريم وهو مذهب علي رض و
ائمة من اهل البيت ومذهب الكوفيين
منهم ابو حنيفة رح وفي التفسير الاحمدي
الاصل عند الجمهور الحرمة وايضاً فيه وعند
الشافعي رح الاصل هو الحرمة الثالث التوقف
بمعنى عدم العلم بحكم معين وهذا المعنى
هو مختار الامام في المحصول والمنتخب و
البيضاوي في المنهاج وبه يشعر كلام ابن
الحاجب في المختصر وقول القاضي عضد
في شرحه وهو مذهب الشيخ ابي الحسن الاشعري
وابي بكر الصيرفي من الشافعية واختاره
الامام فخر الدين واتباعه وبه قال اكثر
اصحاب الشافعي قاله عبد العزيز بن احمد
البخاري والصحيح من مذهب اهل السنة
ان الاصل في الاشياء التوقف حتى يرد
الشرع ذكره البيري في حاشية الاشباه
وفي شرح المنار للمصنف الاصل فيها التوقف
وفي تعليقاته هذا اصح شيء عندي في هذا
الباب لان التوقف اصل التقوى في الامر
المسكوت عنه وهو مذهب ابي بكر رض

میں ہے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں حرام ہونا
ہے جو مذہب ہے حضرت علی رض اور خاندانِ نبوت
کے اماموں کا اور کوفہ والوں اور امام ابو حنیفہ رح کا
بھی یہی ہے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اصل جمہور کے
پاس حُرمت ہے اور امام شافعی رح کا مذہب بھی حُرمت
ہے۔ تیسرا مذہب توقف ہے یعنے جس امر کی حلت
و حرمت شرعاً مذکور نہ ہو اسکو ہم بھی حلال و حرام
نہ کہیں اور اصول کی کتب محصول اور منتخب و
منہاج بیضاوی اور مختصر ابن حاجب اور شرح
قاضی عضد میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور امام اشعری
اور ابو بکر صیرفی شافعی اور امام فخر الدین رازی اور
ان کے متبعین کا بھی توقف ہی مذہب ہے اور اکثر
شاگردوں کا امام شافعی رح کا اور عبد العزیز بخاری کا
بھی وہی قول ہے اور اہل سنت کا صحیح مذہب توقف
ہے جبتک کہ شرعی حکم وارد نہ ہو۔ جسکو بیری نے
حاشیہ اشباہ میں ذکر کیا ہے اور شرح منار میں
جو خود منار کے مصنف نے کی ہے لکھا ہے کہ
اصل اشیاء میں توقف ہونا میرے پاس سارے
اقوال سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اصل تقوی ہی
ہے کہ جس سے شارع نے سکوت کیا ہو ہم بھی
اس امر میں توقف کریں۔ اور یہی مذہب ہے

وعمرؓ وعثمانؓ واشباہھم من الصحابۃ رضہ
انتھی وفی الدر المختار ان الصحیح من
مذہب اھل السنۃ ان الاصل فی الاشیاء
التوقف والاباحۃ رأی المعتزلۃ انتھی

ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذی النورینؓ اور
ان جیسے صحابۂ کرامؓ کا ۔ اور در مختار میں ہے کہ صحیح مذہب
اہل سنت کا توقف ہے اور معتزلہ کی رائے اباحت ہے ۔ انتہی

حضرات ! اتنے مختلف اقوال بلکہ اس سے بھی زائد اقوال ہوتے ہوئے اسکو مولوی ضیاء الدین صاحب کا یہ لکھنا کہ اصول فقہ کا مسلم قاعدہ ہے کتنی بڑی ان کی چوک اور بھول یا مغالطہ ہے خدا تعالیٰ معاف فرمائے آمین ۔ اسکے علاوہ اصل اشیاء میں اباحت کا قول یا تو معتزلہ کا ہے یا یزید و مروان اور معاویہ کا ۔ کیا وجہ ہے کہ ان کو یہی مذہب پسند آیا جسکے جوش میں صحابہ میں سے اول چار خلیفوں اور فقہاء امت جیسے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور عقائد کے اماموں امام اشعری اور امام ماتریدی کا مذہب حرمت اور توقف کا انکو نہیں سمایا ہی نہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بے شک صحیح ہے ۔

حبک الشیئ یعمی ویصم ۔ کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گمراہ فرقہ معتزلہ اور یزید و مروان کی محبت نے جس سے خلافت کے مسئلہ میں پہلے ہوٹ واقع ہوئی چاروں راشد خلیفوں اور جلیل القدر فقہ و عقائد کے اماموں اور اہل سنت کے مذہب سے جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کو دور کر دی ۔ شاید جناب مولوی صاحب موصوف پر خلافت کے حامیوں سے مخالفت ہی کی شامت واقع ہوئی ۔

اب اصل اشیاء کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے جناب مولوی صاحب سے فرضی طور سے تنزلاً ہم عرض کرتے ہیں کہ دشمنان اسلام کیساتھ موالات و تعاون کرنا اگر حلال یا حرام شرعی دلائل سے معلوم نہ ہوتا تب ہی اسلام کے ہدایت والے گروہ کی کثرت رائے پر بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں بلکہ زور سے کہینگے کہ تعاون کو ان دشمنان اسلام کیساتھ حرام سمجھو یا آخر درجہ تعاون ان کے ساتھ موقوف رکھو اگر حرام نہ کہو چہ جائیکہ ترک تعاون و موالاۃ کی ضرورت سے دشمنان اسلام کیساتھ قرآن مجید و احادیث پاک بھرے پڑے ہوں ۔ کیا سچا فرمان ہے خداوند پاک کا کہ

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ	پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں لیکن سینوں میں کے دل اندھے ہوتے ہیں

جناب مولوی صاحب کا تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ "جبتک دلیل شرعی قائم نہ ہو ممانعت ثابت نہیں ہوتی"
مولوی صاحب! اگر آپ میں فہم و انصاف ہے تو ہماری اتنی بسیط تحریر سے آپ کے دعویٰ کا جواب بھی آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ موالاۃ اور تعاون دشمنان اسلام کیساتھ کے جائز ہونے کے لئے آپ کو کوئی راہ اور گزر نہیں۔ تنزلاً ہم اپکے اصل اشیاء کے مسئلہ کی بحث کو برموقع و برمحل تجھیں بھی تو آپ پر فرض ہے کہ یا تو اس موالاۃ و تعاون کو حرام و ممنوع یا موقوف مانیں اور اس قسم کا موالاۃ و تعاون ترک کر دیں توقف و حرمت ہی جمہور برگزیدگان متقین کا مذہب اصل اشیاء کی بابت ہے علاوہ بریں خداوند تعالیٰ کا یہ بڑا احسان و کرم ہے کہ اسنے اپنے فضل سے دشمنان دین کے ساتھ موالاۃ اور تعاون کا ترک کرنا دلائل یقینیہ سے ثابت اور واضح فرما دیا جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں الحمد للہ علی ذالک وفیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ ومن اللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

(۴) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"اسلام میں حجت چار ہیں۔ قرآن شریف۔ حدیث رسول صلعم۔ اجماع۔ قیاس مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم بس اور کوئی حجت نہیں ہے اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا آپکے علماؤں کو اجتہاد کا حق حاصل نہیں اور انکا اقوال نقل اقوال مجتہدین پر موقوف ہے یہی مذہب سنت جماعت کا ہے جسکے ہم پیرو ہیں۔ ہمکو کسی عالم کا فرمان جسکی دلیل نقل اقوال مجتہدین سے نہ ہو لازم نہیں۔ فقط اس حیثیت سے کہ وہ عالم ہے اس کی تصدیق اہل سنت و جماعت نہیں کر سکتے" (خط مولوی ضیاء الدین صاحب بنام مولانا صاحب مورخہ ۱۲/۳۰)

اور یہی مضمون جناب مولانا اشرف صاحب کے نام کی پہلی چٹھی کے پہلے کالم میں جناب مولوی صاحب نے کچھ لفظوں کے فرق مگر معنوں کے اتفاق کیساتھ شائع فرمایا ہے جس میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ درمختار میں لکھا ہے کہ مجتہد مطلق مفقود ہو گئے اور غیر مجتہد کا فرض منصبی ہے کہ اپنے فتویٰ پر کسی مجتہد کا قول نقل کرے اور آجکل کے مفتیوں کا کام یونہی ہونا چاہئے چنانچہ فتح القدیر میں غیر مجتہد کو مفتی نہیں بلکہ وہ ناقل ہے کر کے لکھا ہے

ہمارے معزز ناظرین: جناب مولوی صاحب کی مرقومہ بالا تحریر سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔
(الف) دشمنان اسلام کیساتھ ترک تعاون قیاسی چیز ہے (ب) قیاس چوتھے درجہ کی دلیل ہے (ج) مجتہدین کے قیاس کےسوا پچھلے عالموں کو قیاس و اجتہاد کا حق حاصل نہیں جسکی وجہ سے اس کی تصدیق اہل سنت و جماعت نہیں کر سکتے۔ اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا آپکے علماؤ نکو اجتہاد کا حق حاصل نہیں (د) مجتہدین کے بعد عالم لوگ فتوی نہیں دے سکتے۔ بلکہ وہ صرف مجتہدین کا قول نقل کر سکتے ہیں۔

اب ہر ایک کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مولوی صاحب! بغور سنیں کہ (الف و ب) قیاس بیشک آخر درجہ کی ہی دلیل ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت معاذ ابن جبل کو یمن کا امیر بنا کر بھیجتے ہوئے یہ سوال فرمایا کہ تم وہاں کے امیر بنکر فیصلے کسطرح کروگے حضرت معاذ رضہ نے عرض کیا کہ قرآن مجید سے فیصلے کرونگا آنحضرت صلعم نے پھر سوال فرمایا کہ اگر قرآن پاک میں فیصلہ نہ پاؤ تو پھر۔ اونہوں نے عرض کیا کہ آپکی حدیث کے مطابق فیصلہ کرونگا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اگر حدیث شریف سے تم کو فیصلہ نہ ملے تو پھر۔ انہوں نے التماس کی کہ میری کوشش قیاس میں کرونگا یہ سنکر آنحضرت صلعم نے ان کی تعریف و شاباشی دینے کے طور پر خداوند پاک کی حمد و شکر بجالایا اسی حدیث کو سارے اہل اصول قیاس کرنے کی دلیل لاتے ہیں۔ کتب اصول دیکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث اور اجماع سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو تب حضرات مجتہدین کی طرف رجوع کیا جاویگا بغیر اس حدیث پر غور کرنے اور اصول فقہ میں دلائل کے مدارج جاننے کے جو جی میں آیا ہانک دینا اور لکھ مارنا اہل علم کے شیوہ سے کوسوں دور ہے۔

اسکے علاوہ قیاس کی بحث یہاں بیکار ہے کیونکہ اتنی مشرح اور تفصیلی تحریر سے اور سارے معتدبہ علماء ہند کے تقریروں اور وعظوں اور بیش بہا تحریروں سے یہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہو چکا ہے کہ دشمنان اسلام کیساتھ تعاون کا ترک کرنا کھلا قرآنی اور حدیثی اور اہل فہم بزرگان دین کا اجماعی اور سلف صالحین کا عملی مسئلہ ہے نہ کہ قیاسی۔ جو آپ یہاں طول طویل بحث قیاس کی چھیڑ دیں ہاں ہم آپ سے اتنا عرض کرتے ہیں کہ نصوص قرآن و حدیث کے مقابلہ میں قیاس اپنا اباحت کا

پیش کر کے حجت و مغالطہ کج فہمی کریں۔ کیونکہ اصول کے کتب میں لکھا ہے کہ خداوند پاک کا کھلا حکم ہوتے ہوئے قیاس کرنا ابلیس کا قیاس ہے۔ اوسنے آدم کے سجدہ کا حکم سنکر اپنا یہ قیاس پیش کیا کہ میں ناری خاکی کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں۔ یہ بات الگ ہے کہ جہاں قرآن و حدیث رسول اور صحابہ کے آثار اور اجماع امت سے کوئی حکم ظاہر و واضح نہ ہو تو ایک فریق چاراماموں سے کسی ایک کے قیاس کو تسلیم کریگا اور دوسرا فریق کسی غیر معین امام کے قیاس پر عمل پیرا ہونا اپنا فرض سمجھیگا بہر طور ائمہ کو اپنا پیشوا سمجھنا ہر ایک مسلمان کا اسلامی فرض ہے۔ حضرت مولوی صاحب ہی الاصل فی الاشیاء الاباحة واصل اشیاؤں میں اباحت ہے کا جملہ نقل کر کے علاً اپنے مجتہد مطلق ہونیکا ڈنکا کھلی چھٹی اور یہ مولانا صاحب کے خط میں بجا کر دوسروں کو نصیحت اور بیجا نصیحت بلکہ الزامی تحریر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی عالم کا فرمان اہل سنت وجماعت تصدیق نہیں کر سکتے انصاف انصاف انصاف

ہر یکے ناصح برائے دیگراں ناصح خود کم بدیدم در جہاں

جو علماء کرام کھلے دلائل اور اول درجہ کے دلائل اور قیاس سے مستغنی دلائل قرآن شریف اور حدیث پاک سے کسی حکم کو پیش کریں ان کے پیش کردہ تحریریں اور تقریریں قابل تصدیق نہ ہوں اور قرآن و حدیث اور اصول فقہ سے منازل دور پڑی ہوئی مولوی صاحب کی تحریر باوقعت ہو۔ اس علمی پوزیشن یا انانیت پر جناب مولوی صاحب مقدس علماء کے گروہ کو نام نہاد علماء کا لفظ پیش کرتے ہوئے اتراتے ہیں۔ خداوند پاک کا کلام سنیں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ	تحقیق اللہ پاک بڑائی کرنے والے اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

(ج) جناب مولوی صاحب! اجتہادی وہ مسئلہ ہے جس پر دائرہ اسلام میں داخل ہو کر قرآن و حدیث کے کھلے کھلے احکام پر عمل کرنے کے بعد اور جو واقعات روزمرہ پیش آئیں اسکے لئے قرآن و حدیث کے ظاہر و واضح حکم نہ ملنے پر کسی کے اجتہاد و رائے پر امت محمدیہ کو چلنا چاہئے۔ اختلاف کیا جا سکتا ہے اور یہاں دشمنان اسلام کیساتھ ترک تعاون کرنا ایسا مسئلہ ہے جو قرآن و حدیث سے اس کی

مخالفت بڑے زور کیساتھ ثابت ہو چکی ہے اور آیت قرآنی دشمنانِ اسلام سے موالات وتعاون کرنے والوں کو اسلام کے دائرہ میں شمار نہ کرکے دشمنوں کے زمرہ میں شامل کرتی ہے چنانچہ سورۂ مائدہ میں یہود ونصاریٰ کی حالت اور ان کے تذکرہ میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۔ اور جو کوئی اون (یہود ونصاریٰ) سے موالات (و تعاون) رکھے پس یقیناً وہ انہی (یہود ونصاریٰ) میں سے ہے

آپکے باطل زعموں (ج اور د) کا جواب جناب مولانا بحرالعلوم لکھنوی مدراس سے لیکر ملک اودھ تک کے مسلم اُستاد جنکے خوشہ چین آپکے والد ماجد جناب مولانا الحاج اعلیٰحضرت شاہ عبدالوہاب صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ بھی رہے ہیں۔ اُن سے سُنیں جسکو حضرت ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی نے امام محمدؒ کی جامع صغیر کے حاشیہ نافع کبیر کے دیباچہ میں نقل فرماتے ہیں (صفحہ ۶ مطبوع مطبع مصطفائی)

وقال بحر العلوم اللكنوي في شرح تحرير الاصول اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد في المذهب اختتم على العلامة النسفي صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد في المذهب وهذا غلط ورجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لايقدرون على ابداء دليل اصلاتم هو تحكم على قدرة الله تعالى ثم من اين حصل علمهم ان لايوجد الى يوم القيامة احد يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذا التعصبات انتهى

وقال هو ايضا في شرح مسلم الثبوت من الناس

اور فرمایا بحرالعلوم لکھنوی نے شرح تحریرالاصول میں کہ بعض متعصبوں نے جو کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چاروں اماموں پر ختم ہو چکا اور ان کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں پایا گیا اور (دوسرے درجہ کا اجتہاد) اجتہاد فی المذہب، تو کنز کے مصنف علامہ نسفی پر ختم ہو گیا اور ان کے بعد نہیں پایا گیا یہ (دعوی مجتہد مطلق کے ختم ہونیکا) غلط اور بن دیکھے کنکر مارنا ہے پس اگر ایسے متعصبوں سے یہ سوال ہو کہ تم کو اسکا ثبوت کہاں سے ملا تو اسکی دلیل ہرگز نہ بتلا سکیں گے اسکے علاوہ وہ دعوی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر زبردستی کا حکم ہے تو ان کو اس امر کا علم کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے کہ کوئی خدا کا پاک بندہ جس پر اسکا فضل و

من حكم بوجوب خلو الزمان عن المجتهد بعد العلامة النسفي وعنوا به الاجتهاد في المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا انه اختتم بالائمة الاربعة حتى اوجبوا تقليد واحد من هؤلاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا يعبأ بكلامهم وانما هم من الذين حكم الحديث عليهم انهم افتوا بغير علم فضلوا واضلوا ولم يفهموا ان هذا اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن الا الله انتهى ۔

اور وہ اجتہاد کے مقام کو پاوی ایسا قیامت تک کوئی بندہ نہیں پایا جائیگا پس تو پرہیز کر اس قسم کے تعصبوں سے۔ اور انہوں نے ہی شرح مسلم الثبوت میں فرمایا ہی کہ بعض لوگوں نے علامہ نسفی کے بعد دوسرے درجہ کے مجتہد، مجتہد فی المذہب سے زمانہ کا خالی ہونا ضروری ہونیکا حکم لگایا اور مجتہد مطلق ہونیکو تو چاروں اماموں پر ختم کر دیکر امت پر اون چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید کو واجب کر دیا حالانکہ یہ صرف ان کی ہوس ہی ہوسوں میں سے جسکی ان کے پاس دلیل نہیں ہے اور ان کا یہ کلام التفات کے قابل نہیں اور وہ لوگ انہی میں سے ہیں جن پر حدیث پاک نے حکم لگائی ہو کہ چند لوگ (قیامت کے قریب ایسے ہوں گے جو) بے علمی پر فتویٰ دینگے اور خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کرینگے اور ایسے لوگوں کو سمجھ نہیں کہ ایسی بات غیب کی ان پانچ خبروں میں سے ہے جنکو اللہ ہی جانتا ہی۔ اھ

اب یہ واضح ہو کہ تجزی فی الاجتہاد کا مسئلہ بھی اصولی مسئلہ ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کوئی عالم ان سب مسائل میں جو اجتہاد و قیاس سے حاصل ہو سکتے ہوں ان میں سے چند مسائل میں اجتہاد نہ کر سکے اور چند میں کر سکے ایسا ہو سکتا ہے جسکے ختم ہو جانیکا کوئی مخصوص حکم نہ لگایا۔

ان سب بحثوں کے بعد یہ عرض ہے کہ دشمنان دین کیساتھ تعاون و موالات کا ترک کر دینا بھی اجتہادی مسئلہ ہی نہیں جسکے متعلق ہم اجتہاد و قیاس کے ختم ہونے یا نہ ہونے کی بحث معرض تحریر میں لائیں بیان تو صرف قرآن مجید و حدیث کے کھلے کھلے پاک الفاظ پر فہم و غور کرنے اور حسن عقیدت سے ان اصلی مضمون کو ماننے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے جو غیرت ایمانی اور اسلامی حیا کا مقتضا ہے، اجتہاد و استنباط و قیاس بجائے دقائق اور باریک باتوں کے متعلق ہوا کرتا ہے یہاں تو کھلا حکم ہے ترک تعاون و ترک موالاۃ کا۔ فطرۃ سلیمہ اور ایمانی تقاضے کے مطابق

یہ صاف حکم صادر فرمایا ہے۔ امام نیشاپوری کی تفسیر میں آ کر پھر یہ شعر دہراتا ہوں ؎

تودّ عدوّی ثمّ تزعم انّنی ۔ صدیقک لیس النوک عنک بعازب

؎ تم میرے دشمن کو چاہتے اور پھر میری دوستی کا دعوی بھی کرتے ہو تو تم سے حماقت کچھ جدا نہیں

قرآن و حدیث میں تدبر و غور اور فہم خداوند پاک کی رحمت ہے جسکو کوئی تنگدل کم فہم کسی زمانہ تک کے لئے خاص نہیں کرسکتا اور اس پاک پروردگار کی کشادہ رحمت کو کوئی ازلی کم نصیب تنگ نہیں کرسکتا یہ دین قیامت تک جانیوالا ہے اور خداوند پاک اور رسول مقبول صلعم کے جامع کلموں کی تشریح و توضیح ہرگز ہرگز ختم ہونیوالی نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جسکی بابت علامہ حالی نے کہا ہے ؎

خلیفہ سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا ۔ غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا

ہمارے معزز ناظرین! جناب مولوی صاحب کے اجتہاد کی بحث ہم یہیں سے ختم کر دیتے ہیں مگر یہاں صرف ایک جناب مولوی صاحب کی تحریر اور جمعیت العلماء پر کنایۃً طعنے و حملے بھری ہوئی طرز انشاء اور اسکا نقشہ پیش کرکے دکھلاتے ہیں کہ ان میں افتراء پردازی اور بے محل غیر واقعی امور لکھ دینے کا کتنا مادہ ہے۔

جناب مولانا صاحب کے نام کے خط میں لکھتے ہیں کہ

"آجکل مسلمانوں کے بہتر فرقے صدہا قسموں میں تقسیم پا چکے ہیں ہر ایک فرقہ اپنے کو حق کا پابند دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے دیکھئے اہل قرآن بجز قرآن شریف کے دوسرے دلائل کو قابل حجت نہیں قرار دیتا ہے اہلحدیث بجز قرآن و حدیث کے دوسرے حجت شرعیہ کو پوچ خیال کرتا ہے۔ بعض متعصبین نے تو چاروں مذہب اور چار طریقوں کے پیروؤں کو کافر تک لکھ دیا ہے ان سے زیادہ اکبر کے مذہب ہی کے زندہ پیرو علماء پیشانی پر قشقہ کفر لگانے کو خلاف طریقہ اسلام نہیں خیال کرتے بلکہ گاندھی مشرک کو امام مہدی آخر الزمان سے تشبیہ دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اعاذنا اللہ منہا بلکہ ایسے بہت سے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ذبح گاؤ جسکو خداوند عالم اجازت دیتا ہے کو منع تحریر کرتے ہیں اسلئے کہ مشرکین ہنود خوش ہوں۔ خدا کا فرمان ہے لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ

صریح احکام الٰہی کی یہ گت بنا رہے ہیں۔ خدا معلوم آئندہ مشرکین کو خوش کرنے یا ہندوستان کی سیلف گورنمنٹ حاصل ہونے کے خیال خام سو شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے خود مرتکب ہوں اور دوسروں پر اسکی تعمیل کے لیے جبر بھی کریں۔"

جناب مولوی صاحب کی بالا تحریر میں بالکل متضاد جملے صادر ہوئے ہیں ایک تو آپ مسلمانوں کے بہتر فرقوں کی تقسیم کرتے ہیں اور بے سروپا تہمتیں لکھکر اور خدا نخواستہ واقعی کسی نا سمجھ کا اگر کوئی خاص فعل ہو تو اسکو غیر مستند جمہور مسلمین اور فدایان اسلام جمعیۃ العلماء کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ ہی نہیں سمجھتے ہیں کہ آپکے روبرو ترک موالاۃ اور ترک تعاون کا نقشہ جو مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس اور انڈین نیشنل کانگریس اور جمعیۃ العلماء نے پیش کیا ہے اس میں کہیں یہ امور داخل بھی ہیں جو کسی خاص شخص کی تعزیہ داری یا باگ جلالی کی نقل یا نشہ اور جوے بازی یا کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور اور کسی مدعتی و مشرک کے بدعت میں مبتلا ہونے سے ہمارے علماء کرام یا سچے مسلمانوں کے گروہ کو ہم الزام دے سکتے ہیں اور مذکور آپکی تحریر کے ہر جملہ کو خلافت کانفرنس مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیۃ العلماء سے بحیثیت اجتماعی قرارداد اور ان کا مسلمہ مسئلہ ہونے کی ہیئت سے پیش کریں اور جواب لیں۔ ؎

کہاں ہے پنا لکو ڈمیں یہ لکھا | کرے زید اور عمرو پا وے سزا

باقی مذکور آپ کے سخت و درشت کلمات اور آپکے شرک جلی کے مرتکب ہونے کی پیشینگوئی کو مرزا غلام احمد صاحب کی پیشینگوئیوں کی طرح سمجھ کر ہم سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ہم پر حلال کو حرام ٹھہرانے اور اسکی جزئی گاؤ کے ذبح کو منع کرنے کی جو تہمت کہ آپنے لگائی ہے اسکا جواب دینا اور علماء اہل سنت کا جو فتویٰ ذبح گاؤ کے متعلق نکلا تھا اس کی نقل آپ کے دہنیں نہیں بلکہ پبلک اہل اسلام حق پسندوں کے روبرو پیش کرنا ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اسکی بحث معرض تحریر میں آئیگی ہم یہ حدیث پاک لکھکر جناب مولوی صاحب کی سچائی کی داد پبلک سے چاہتے ہیں۔

کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع | انسانکو جھوٹا بننے کیلئے اتنا کافی ہے کہ جو سنا سو کہدے۔

صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں ہے کہ امام ابن سیرینؒ تابعی شاگرد حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں

ان ھذا الاسناد من الدین فانظروا عمن تاخذون دینکم لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء

تحقیق یہ طریقہ سند دین میں داخل ہے اسی لئے کسی بات کی سند لیتے ہوئے کہنے والے پر غور کرو اگر سند کی دین میں ضرورت نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا سو کہدیتا

اس روایت اور کھرے اصول سلف کے مطابق بے سند بے حوالہ بات قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے۔ خود کلام پاک میں سورۂ حجرات میں باریتعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَہَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝

اے ایمان والو۔ اگر کوئی برا آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے آوے تو تحقیق کرو اسلئے کہ تم کسی قوم پر نادانی کر بیٹھو گے پس تم اپنے کئے پر نادم (اور شرمندہ) ہو جاؤ گے

ہماری شرع میں ہر ایک مقدمہ کی بنا شہادت عادلہ و میزان بالقسط پر رکھی گئی ہے تو ایسی بے سروپا بلا تحقیق امور پر چاہیں آپ بڑے مولوی زادہ کیوں نہ ہوں۔ کسی کو کیسے اعتبار آسکتا ہے اور اسکا الزام شیدایان مذہب ملت و فدائیان اسلام و حامیان حرمین و خلافت پر کسطرح لگ سکتا ہے آپ امام جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء پر نظر ڈالیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضہ کے عہد خلافت کے اس واقعہ کو دیکھیں کہ خلیفۃ المومنین شیر خدا کا دعویٰ یہودی پر ایک بکتر کی بابت اسی خلیفہ کے ملازم حضرت قاضی ابن شریح نے اسوجہ سے رد کر دیا کہ اصول شرعیہ کے مطابق آپ کی بابت شہادت پیش نہیں ہوئی آپکے صاحبزادہ حضرت حسنؓ اور آپکے غلام کی شہادت آپکی جانب شرع نہیں قبول کر سکتی۔ الحمد للہ خلیفہ بھی اس خلاف فیصلہ پر خوش ہوگئے اور یہودی بھی مسلمان ہو گیا۔ شہادت و تحقیق کی کسقدر پابندی اور ضرورت اسلام نے رکھی ہے آپکی اس تحریر پر مجکو بڑا افسوس آتا ہے امام غزالیؒ نے خوب فرمایا ہے لیبک علی الاسلام من کان باکیا۔ یعنے جسکو رونا ہو وہ آکے اسلام پر روئے۔

(۵) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب نے جناب مولانا صاحب کے خط کے شروع میں ترک موالات

اور ترک تعاون کا فتویٰ دینے والے علماء کرام کو نام نہاد عُلما کے لفظ سے یاد کیا ہے حالانکہ وہ مجلس علماء جسکا نام **جمعیۃ العلماء ہند** ہے اوران کا حکم اجماع کا حکم رکھتا ہے جسکو مولوی صاحب نے شرع کی تیسری دلیل مان لی ہے اب اسپر جناب مولوی صاحب یہ اعتراض بھی کر سکتے ہیں کہ ہم جیسے علماء داخل نہ تھے پھر تو اسکو اجماع کیا کہا جا سکتا ہے۔ حضرت! عُلماء سے مراد وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کو خشیت الہٰی ہو اور عمل کے سچے نمونہ ہوں؛ اور علوم شرعیہ میں مہارت و دسترس کامل رکھتے ہوں۔ نہ کہ وہ لوگ جنکو خوف خداوندی ہے اور نہ عمل رکھتے ہیں اور نہ علوم دینیہ میں دسترس رکھتے ہیں بلکہ وہ تو ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ کے مصداق اور سچے مصداق ہیں۔ عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیہدیہم طریق الہالکین

جبکہ کوّا کسی قوم کا رہبر بنے تو اس قوم کو وہ مردوں یعنے (نوچ کھانے کی) جانب رہنمائی کریگا۔

صالحین ہونے کی شرط اجماع میں کتب اصول میں مرقوم ہے۔ **جمعیۃ العلماء** جسکے صدر حضرت شیخ الہند فخر الاسلام مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور ان کے تابع مولانا ابو الکلام دہلوی دامت برکاتہم جیسے اس جمعیت کے اراکین ہوں اور معتدبہ علماء کا گروہ فی زماننا ان کی مجلس کے فتوی کو نصًا یا سکوتًا مان لیا ہو تو آپکی اور گورکھپوری اور بریلوی تحریروں کا کوئی مُضر اثر اجماع پر نہیں ہو سکتا۔ ازل سے ابد تک بہلول اور بُدّوں سب کا اجماع نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

جناب مولوی صاحب ہمارے زمانہ کے اجماع پر یہ اعتراض بھی شاید کر سکینگے بشرطیکہ ان کو اصولیون کی کتابوں پر کبھی نظر پڑی ہو۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اجماع سے مراد مجتہدین کا اجماع ایک زمانہ میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتب اصول میں یہ قول بھی لکھا ہے۔ تو اسکا جواب بھی ہمارے حق پسند ناظرین سُنیں۔ اجماع کی تعریف میں اصولیوں اور اماموں کا بیحد اختلاف ہے چنانچہ نور الانوار میں لکھا ہے کہ

وفی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلعم فی عصر

کسی بات یا کام پر کسی ایک زمانہ میں امت محمدیہ صلعم سے نیکوکار مجتہدوں کے اتفاق کو اجماع شرعی کہا جاتا ہے

واحد علیٰ امر قولی او فعلی
یتفق بعضهم علی قول او فعل و سکت
الباقون ولا یردون علیهم بعد مضی
التامل وهی ثلاثة ایام او مجلس العلم یسمے
هذا اجماعا سکوتیا وهو مقبول عندنا
قال بعضهم لا اجماع الا للصحابة وقال
بعضهم لا اجماع الا للعترة صلعم
قال مالک یشترط فیه کونهم من اهل
المدینة الصحیح انه ینعقد عنده اجماع
متاخر و یرتفع الخلاف السابق من البین
(خلافا لمحمد رح)

(کبھی ایسا ہی ہوتا ہے) بعضوں نے کسی قول یا فعل پر اتفاق
کیا اور دوسروں نے غور کا موقع گزرنے تک خاموشی اختیار کی
اور ان بعضوں پر رد نہیں کیا تذکرہ کی مجلس میں ہی یا
اخیر تین دن تک تو اسکا نام اجماع سکوتی ہے جو ہمارے
پاس مقبول ہے۔
کہا بعضوں نے کہ اجماع صرف صحابۂ کرام کا ہی دلیل ہے
اور بعض کا یہ قول ہے کہ خاندانِ نبوت کا اجماع ہی اجماع ہے
امام مالک نے یہ کہا ہے کہ اجماع کیلئے مدینہ والوں کا شامل
ہونا اور اتفاق کرنا ضروری ہے اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں
کہ پہلوں کے اختلافی امر میں پچھلوں کا اتفاق اجماع کہا جا سکتا
ہے اور امام محمد اسکے خلاف میں ہیں۔

فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ

والاجماع اجماع الصحابة بعد رسول الله
صلی الله علیه وسلم لا غیر وما عدا عصرهم
فلیس باجماع یحکم به

اجماع تو صحابہ ہی کا اجماع ہو سکتا ہے ان کے
پچھلوں کا اجماع اجماع نہیں کہا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فتاوی میں اجماع کا شرعی معنے یوں رقم فرماتے ہیں۔

معنی الاجماع ان تجتمع علماء المسلمین علی
حکم من الاحکام واذا ثبت اجماع الامة
علی حکم من الاحکام لم یکن لاحد ان یخرج
عن اجماعهم فان الامة لا تجتمع علی ضلالة

اجماع کا معنے یہ ہے کہ مسلمانوں کے علما کسی حکم پر متفق
ہو جائیں اور جب کبھی اس طریقہ سے کوئی حکم ثابت ہو جاوے
تو ان کے اجماع سے کسی کو بغیر ماننے کے گزیر نہیں اسلئے کہ
تحقیق امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی ہے۔

جب اہل اصول کے پاس اجماع کی تعریفوں میں اسقدر بلکہ اوبھی زیادہ کیا کچھ اختلافات موجود ہیں

تو آپ ایک تعریف کو لیکر دوسری تعریفوں کو ماننے والوں پر اعتراض نہیں کر سکتے ہیں امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحؒ عموماً مسلمانوں کے اتفاق کو اجماع فرمایا ہے کسی زمانہ کی تخصیص نہیں کی اور نہ مجتہدین اربعہ کی خصوصیت پیش کی۔ اسکے علاوہ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۂ نساء)

اور جو کوئی خلاف کرے رسول کا پیچھے اسکے کہ ظاہر ہو وے واسطے اسکے ہدایت اور پیروی کرے سوا راہ مسلمانوں کے متوجہ کرینگے ہم اسکو جدھر وہ متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔

اس حکم کے مطابق دشمنانِ اسلام کیساتھ تعاون جائز رکھنے والے رسول اللہ صلعم اور قرآن پاک کے برخلاف کرنے اور مسلمانوں کے علماء اور جماعت مسلمین کی مقرر کردہ تحریکات اور راہ کے سوا دشمنان دین کی خوشامد کے خیال سے ان دشمنوں کی راہ پر چلنے کی وجہ سے جہنمی ٹھہرے خداوند پاک ان کو اور ہمکو نیک اور مسلمانوں کے طریقہ پر چلنا نصیب فرمادے آمین۔

تکبر سے ان مقدس علماء کرام کے گروہ کو نام نہاد علماء کا لفظ جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کا لکھنا مقدس علماء کے خادموں کے دلوں اور سینوں پر نیزوں سے بڑھکر کام کیا اور ان کے اس اشتعال انگیز والے الفاظ نے سچے مسلمانوں کو آگ کے شعلے بنادیا مگر سچے مسلمان صبر کرتے ہیں اور جناب مولوی صاحب کے حق میں اتنا کہدیتے ہیں ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را

خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِنْ يَّقُوْلُوْنَ إِلَّا كَذِبًا (سورۂ کہف)

بڑی بات ہے جو نکلتی ہے مونہوں انکے سے یہ تو جھوٹ کہتے ہیں۔

حضرات! جناب مولوی صاحب کے اس لفظ نام نہاد علماء کو بھی چھوٹا منہ بڑی بات کہتے ہیں

اب آپکو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔

(۶) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ مطلق خلافت تنزلاً سیاسی چیز ہو سکتی ہے فرماتے ہیں کہ

"احقر کا تو یہ اعتقاد ہے کہ کوئی مسلمان جسکے دل میں رائی برابر ایمان ہو مسئلہ خلافت کا مخالف ہو نہیں سکتا مذہبًا نہیں سیاسۃً تو مانتے ہیں (کھلی چٹی بنام مولانا شرر صاحب کالم ۲)

پھر فرماتے ہیں کہ

جس وقت اس قسم کی خلافت کمیٹی قائم کرنیکا خیال تک پیدا نہ ہوا تھا احقر کو اسوقت سے ہی خلافت کے متعلق پوری ہمدردی ہے متعدد مجالس میں اس امر کے اظہار کرنے سے پہلو تہی نہیں کرتا تھا اور جسوقت مینگ کلکٹر میرٹھ نے مجھ سے رائے طلب کی تھی تو مینے انکو جتلا دیا تھا کہ زنہار کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہو سکتا کہ سلطنت ترکی کا ایک چپہ زمین بھی کسی غیر مذہب کے ہاتھ دیا جاوے۔ شریف کو عرب میں سلطنت رانی کا مادہ نہیں ہے آخر انکو کسی دوسری سلطنت کا سہارا لینا ہی پڑیگا اور جب کوئی سلطنت بجز ترکی کے مسلمان نہیں ہے تو ناگزیر شریف کو نصرانی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا پڑیگا جسکو شرع اجازت نہیں دیتی ہے وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ کافرین کو مومنین پر کوئی راہ) اور نہ مسلمان گوارا کر سکتے ہیں جو لوگ اسکے خلاف کہہ رہے ہیں ان کو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں اور اس خلافت کے متعلق ایجیٹیشن کرنیکا بھی میں مخالف نہیں ہوں مگر جوش میں آکر مشرکین کی وہ باتیں جو خلاف شرع ہیں مان لینا جیسے ذبیح گاؤ وغیرہ شعائر اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔" کھلی چٹی کالم ۳ بنام مولانا شرر صاحب)۔

جناب مولوی صاحب! آپ ہی لفظ سیاست کو تنزلاً مسئلہ خلافت کی نحوی قاعدہ کے رو سے تمیز ٹھہراتے ہیں پھر اوپر رائی برابر ایمان پر اسکو مبنی فرماتے ہیں۔ آپ ہی انصاف فرمائیں کہ سیاسی چیز کو ایمان و مذہب سے کیا تعلق اور یہ کیسا تناقض و تضد ہے؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سیاست سے مراد سیاست ایمانیہ لیجاوے جو انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی شان میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء ﷺ (بنی اسرائیل پر (پہلے) انبیاء علیہم السلام سیاست فرماتے چلے آتے تھے اور اسی لفظ سیاست کو اس حدیث میں خلافت کے معنے میں لیکر آنحضرت صلعم نے اپنی خلافت کے متعلق پیشینگوئی اسی حدیث میں فرمائی تھی کہ

الخلفاء فیکثرون | میں آخری نبی ہونیکی وجہ سے میرے خلیفے میرے بعد انبیاء نہیں ہونگے خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے

"چونکہ مولوی صاحب نے مذہب کے مقابلہ میں لفظ سیاست استعمال کیا ہے تو سیاست سے سیاست ایمانیہ دینیہ نبویہ یہاں مراد نہیں ہو سکتی - اب دنیوی سیاست ہی مراد ٹہری جسکے لئے رائی برابر ایمان یا پہاڑ برابر ایمان کی قید بے محل ہے پس اگر آپکی تحریر سے دنیوی سیاست ہی مراد لینگے تو اسکا جواب آپکی تحریر سے ہی سن لیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ " جب کوئی سلطنت بجز ترکی کے مسلمان نہیں ہے تو ناگزیر شریف کو نصرانی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا ہوگا جسکو شرع اجازت نہیں دیتی - ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالی کافریں کو مومنین پر راہ) اور نہ مسلمان گوارا کر سکتے ہیں جو لوگ اسکے خلاف کہہ رہے ہیں انکو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں (اور یہہ ہی فرماتے ہیں کہ) زنہار کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہو سکتا کہ سلطنت ترکی کا ایک چپہ زمین بھی کسی غیر مذہب کے ہاتھ دیا جاوے"

اب ناظرین ہی خود دیکھیں کہ جناب مولوی صاحب نے نفس خلافت کو دنیوی سیاسی مسئلہ قرار دیا تھا آپ ہی کے لفظوں سے یہ صاف معلوم ہو گیا کہ شریف کے ترکی خلیفہ کی ماتحتی سے نکلنے کو شرع اجازت نہیں دیتی اور ایسا کرنے والونکو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں ۔ اور ترکی خلافت و سلطنت سے ایک چپہ زمین بھی غیر مذہب کے ہاتھ میں دئے جانے سے کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہو سکتا ہے تو آیا یہ شرعی مسئلہ ہے یا دنیوی سیاسی ۔ جو اگر خلافت شرعی مسئلہ نہ ہوتا تو آپنے کیوں لکھا کہ شرع خلیفۂ ترکی کی ماتحتی سے شریف کو نکلنے کی اجازت نہیں دیتی ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالی کافرون کو مومنون پر کوئی راہ) الحمد للہ آپ ہی کے قلم سے خلافت سیاسی ہونے کے بعوض شرعی ثابت ہو چکی ۔ مگر پھر بھی ہم احادیث شریفہ

سے اور بھی چند روایات اور اقوال متکلمین امت یہاں قلمبند کر کے ناظرین کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ خلافت کسقدر ضروری اور اہم چیز اسلام میں کہی گئی ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ

فانہ لیس احد من الناس خرج من السلطان شبرا فمات علیہ الامات میتۃ جاھلیۃ

پس تحقیق جو کوئی سلطان اسلام کی اطاعت سے بالشت بھر ہی باہر ہوا اور اسی حالت پر مُوا تو اسکی موت جاہلیت کی حالت پر ہوی۔

جامع ترمذی میں مروی ہے کہ

من فارق الجماعۃ شبرا فکانما خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ وفی روایۃ للحاکم دخل النار

جو کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی باہر ہوا اسکا حکم یہ ہے کہ گویا اسنے اسلام کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن سے نکالدیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

اور صحیحین میں مروی ہے کہ

کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تأمرنا قال فوابیعۃ الاول فالاول ثم اعطوھم حقھم

بنی اسرائیل کی رہنمائی وسیاست انبیاء کرتے تھے ایک نبی گیا تو دوسرا نبی اسکی جگہ مامور ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے البتہ خلیفے ہونگے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا پس آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ ہر ایک پہلے خلیفہ کی بیعت واطاعت نباہ کیجو اور ان کی اطاعت وحمایت کا حق ادا کرتے رہو۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے کہ

الا من ولی علیہ وال فراٰہ شیئا من معصیۃ اللہ فلیکرہ ما یأتی من معصیۃ اللہ ولا ینزعن یدا من طاعۃ

خبردار جس کسی پر کوئی مسلمان حاکم ہو پس اس پر اس نے اللہ پاک کی معصیت دیکھی تو اس معصیت پر ناراض ہو مگر اسکی اطاعت وخلافت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے

اور انہی دو کتابوں میں ہے

عن عوف بن مالک الاشجعی قال سمعت رسول اللہ

عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم سے

صلعم يقول من اتاكم وامركم جميع على رجل واحد يريد ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم فاقتلوه

سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی تمہاری اس حالت میں آکر پھوٹ ڈالے جو تم ایک خلیفہ کو مانتے چلے آتے ہو تو اس تفرقہ انداز کو قتل کر ڈالو

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جز ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فقد دعا المامون والمعتصم والواثق الى بدعة القول بخلق القرآن وعاقبوا العلمآء من اجلها بالقتل والضرب والحبس وانواع الاهانة ولم يقل احد بوجوب الخروج عليهم بسبب ذلك ودام الامر بضع عشرة سنة حتى ولى المتوكل الخلافة فابطل المحنة اھ

پس تحقیق مامون اور معتصم اور واثق ان تینوں خلیفوں نے قرآن کے مخلوق ہونیکا قول جاری کرنے کے خیال سے کتنے عالموں کو قتل کیا اور کتنوں کو مارا اور قید کیا اور قسم قسم کی ذلت دی مگر کسی امام نے اون خلیفوں کی اطاعت سے باہر ہونیکا فتویٰ نہیں دیا اور دس سال سے زیادہ یہی معاملہ رہا یہانتک کہ خلیفہ متوکل باللہ نے یہ تکلیفیں دور کیں

صحیح مسلم میں ہے کہ

تسمع وتطيع وان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع

تم سلطان اسلام کی سنا کرو اور اطاعت کیا کرو اگرچہ کہ تمہاری پیٹھ پٹ جاوے اور تمہارا مال چھین جاوے تب بھی اس خلیفہ کا حکم سنو اور مانو۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت ملا علی قاری ہروی حنفی رح فرماتے ہیں کہ

واما الخروج عليهم وقتالهم فحرام وان كانوا فسقة ظالمين

بہر حال خلیفوں کی اطاعت و خلافت سے باہر ہونا اور لڑنا حرام ہے اگرچہ کہ وہ فاسق و ظالم ہوں۔

مسامرہ میں ہے کہ

لم يوجد قرشي عدل او وجد ولم يقدر (او لم يوجد قادر على توليته لغلبة الجورة) او يحكم في كل من الصورتين بالعز ولاية

عادل قریشی (خلیفہ ہونے کے لئے) نہ پایا گیا یا پایا گیا مگر ظالموں کے غلبہ کی وجہ سے اپنی حکومت سنبھال نہ سکا تو ہر ایک صورت میں غیر قریشی اور غیر عادل کی حکومت

من ليس بقرشي ومن ليس بعدل للضرورة

والی وخلیفہ بنا سکتے ہیں۔

شرح مقاصد مین ہے کہ

فان لم يوجد من قريش من يجمع الصفات المعتبرة ولي كناني فان لم يوجد فرجل من ولد اسمعيل فان لم يوجد فرجل من العجم

اگر معتبر صفات والا قریشی والی وخلیفہ بننے کے لئے نہ پایا گیا تو کنانی کو خلیفہ بنایا جاوے پس اگر کنانی نہ مل سکا تو اولاد اسمعیل علیہ السلام سے کسی کو خلیفہ بنایا جاوے پس اگر اولاد اسمعیل مین سے کوئی نہ ملے تو عجمی کو ہی خلیفہ بنایا جاوے۔

اور شرح مشکوۃ مرقاۃ مین ہے کہ

له اهلية الخلافة او التسلط والغلبة

پہلے سے کوئی شخص چاہے خلافت کے شروط رکھتا ہوا یا بسبب غلبہ اور دبدبہ کے خلیفہ بنگیا ہو تو دوسرے شخص کو جو پھوٹ ڈالکر خلافت کا دعوی کرے تو قتل کر دیا جاوے

اور شرح مواقف مین ہے

لكن للامة ان ينصبوا فاقدها دفعا للمفاسد التي تندفع بنصبه

امت کیلئے یہ ضروری ہے کہ خلافت کے شروط نہ پانے والے کو ہی خلیفہ بنا دین تاکہ اسکے خلیفہ مقرر کرنے سے فسادوں کا دفعیہ ہو۔

اور حضرت حکیم امت شمس الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی محدث رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ مین تحریر فرماتے ہیں کہ

ان الخليفة اذا انعقدت خلافته ثم خرج آخر ينازعه حل قتله

تحقیق خلیفہ جبکہ اسکی خلافت مقرر ہو چکی تہی پہر دوسرا خلاف کرنے نکلا تو اسکا قتل حلال ہوا۔

اور ازالۃ الخفاء مین تحریر فرماتے ہیں کہ

حرام است خروج بر سلطان بعد از انکه مسلمین بروے جمع شدند مگر آنکه کفر بواح از وے دیده شود

حرام ہے اٹھ کھڑا ہونا اس سلطان کے خلاف جسکی خلافت پر لوگ جمع ہو چکے تھے اگرچہ وہ سلطان

اگرچہ آن سلطان مستجمع شرائط نباشد واین مضمون متواتر بالمعنے است اھ	شروط خلافت نہ رکھتا ہو اور یہ حکم معنے کے رو سے متواتر ہے مگر اس سلطان کو کیا لگو کیا جاوے

مسند احمد میں مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ "اگر معاذ بن جبل میری وفات تک زندہ رہے تو میں اپنے بعد انہی کو خلیفہ بناؤنگا" اور یہ بھی فرمایا کہ سالم اور ابو عبیدہ میں سے کوئی ایک میری موت تک زندہ رہے تو خلافت اسکے سپرد کر دیتا تو مجھے پورا اطمینان و اعتماد ہوتا (حالانکہ سالم غلام تھے حضرت حذیفہ رضؓ کے)

جو لوگ خلیفہ کو قریشی ہونا ضروری ٹھہراتے ہیں ان کا رد یہ حدیث جامع ترمذی کی بخوبی کرتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا

الملك فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشة (اسناده صحیح)	بادشاہی قریش میں اور قضا در حج ہونا انصار میں اور اذان دہی حبشیوں میں رہیگی (کب تک رہیگی

عرصہ کا بیان نہیں)، اس خبر کا وقوع کسی ایک زمانہ میں کافی ہے اگر اس حدیث کو خبر نہیں مان کر حکم ٹھہرائینگے تو جیسے قریشی کے سوا خلیفہ نہ ہونا چاہیئے اسی طرح قاضی بغیر انصاری کے اور موذن بغیر حبشی کے نہیں ہونا چاہیئے جب یہ دونوں چیزوں کے لئے انصاریت و حبشیت ضروری نہیں ہے تو خلافت کے لئے قریشیت کی ضرورت نہیں جس وجہ سے حضرت فاروق اعظم رضؓ نے معاذ انصاری غیر قریشی اور سالم غلام کو خلیفہ بنانے کی آرزو کی تھی۔

اسپر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ احادیث رسول اللہ صلعم اور ان کی شرحوں اور حضرت عمر رضؓ کے اثر اور کتب عقائد و کلام کے مطابق مسلمانوں کو اعتقاد رکھنا ہے تو پھر حضرت حسین علیہ السلام کا یزید کے مقابلہ میں اٹھہ کھڑا ہونا کیسا جائز ہو سکتا ہے۔

تو اسکا دفع اور جواب یہ ہے کہ کتب تاریخ سے صحت کیساتھ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ یزید کی ولیعہدی پر حضرت معاویہ کے زمانہ میں جو بیعت لیجاتی تھی وہ تکمیل کو نہ پہونچی تھی کیونکہ فتح الباری میں ابن حبان سے یوں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے اسکے ولیعہدی کے

انکار کا پایہ گاڑ دیا اور فرمایا کہ لا ابایع لامیرین یعنے خلیفہ کی زندگی میں ولیعہدی کی بیعت گویا دو امیروں کی بابت بیعت ہے جسکا شرعًا ثبوت نہیں اور میں ایسا نہیں کرونگا۔ اور حضرت مُعاویہ رضؓ کے وفات کے بعد جبکہ یزید خود مدعی خلافت ہوا تہا تو تب ہی سارے مسلمان اسکی خلافت پر متفق ہو چکے تھے برابر ایک بڑا گروہ اسکے خلاف پر آمادہ ہو چکا تہا تو کتب احادیث وکلام کے مطابق حضرت حسین علیہ السلام کو اسکا مستحق نہ ہونا ثابت کرنیکا حق تہا اور خلافت عثمانیہ کی بابت یہ حالت نہیں ہے بلکہ انکی خلافت چلی آتے ہوئے اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کرتے آتے اور شریفان مکہ ان کی ماتحتی میں رہتے رہتے صدیاں گذر چکے تو اب شریفوں کو یا دوسرے نام کے مسلمانوں کو اس خلافت میں قرآنی اور حدیثی اور کلامی حکم کے مطابق دست اندازی حرام ہوی اور دست اندازی کرنے والوں اور ان باغیوں عثمانیہ خلافت کے نہ ماننے والوں کو قتل کرنا ضروری ٹہرا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حجۃ اللہ البالغہ میں خلافت کے چار قسم حسب ذیل ذکر فرمائے ہیں۔

(۱) اجماعی خلافت۔ جو تمام مسلمان اور اہل حل و عقد اتفاق کر کے ایک شخص کو خلیفہ منتخب کر لیں۔
(۲) اِستخلاف۔ جو ایک مسلّم خلیفہ اپنی زندگی میں کسی کو نامزد کرے
(۳) خلافت شوریٰ۔ ایک مجلس کثرت آراء سے کسی کو خلیفہ بناوے
(۴) اِستیلاء۔ غلبہ و قوت سے خلیفہ بنجاوے۔

سب اقسام کی خلافت کے متعلق ہی حضرت شاہ صاحب کا فتویٰ پہلے نقل ہو چکا ہے کہ کسی قسم سے خلافت ایک کے حق میں منعقد ہو چکی تہی تو دوسرے مدعویدار خلافت کا قتل حلال ہے اور یہ حکم معنًا متواتر ہے۔ حضرات! خلافت جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے اعتقاد کے مطابق سیاسی چیز ہوتی تو مخالف کا قتل متواتر حکم سے حلال نہ ہوتا اور اسپر کتب عقائد میں مذہبی شرعی حیثیت سے اتنی طول طویل بحث نہ کیجاتی اور خلافت کی تسلیم کی ہیبت پر اور اسکے مخالف کے قتل اور دوزخی ہونے اور جاہلیت کی موت مرنے کی بکثرت احادیث صحیحہ وارد نہ ہوتیں۔ قرآن مجید میں تو خلافت کو خداوند

تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے ایمان وصلاحیت کی جزا قرار دیتا ہو ایسی چیز جو ایمان وصلاح کے بدلے اور اجر میں اسکے حاصل ہو وہ سیاسی چیز کیسی ہو سکتی ہے ؟

جبکہ خداوند تعالیٰ اس خلافت والی آیت میں وعدہ خلافت ایمانداروں کے ساتھ فرما کر بطور عطف خلافت کو دین کا پایہ مضبوط کرنے والی چیز اور ایسی خلافت کو امن کیساتھ عبادت کرانیوالی چیز قرار دیا ہو ہم آیت خلافت میں ہر ایک عطف کو جداگانہ وعدہ سمجھتے مگر جبکہ ہم کتب عقائد کی نگاہ سے اس آیت خلافت پر غور کرتے ہیں تو بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطف تاکیدی ہے سیاسی نہیں کیونکہ خلیفہ میں بڑی شرط تمکین دین اور امن کے ساتھ توحید وعبادت کرانے کی قدرت رکھی گئی ہے یہی اصل شرط ہے اور گویا یہی خلافت کا رکن اعظم ہے

پس ایسی خلافت کو جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے اعتقاد کے مطابق سیاسی چیز کہنے کے لئے ہم ناچیزوں کی جرأت نہیں ہے بلکہ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

خلافت کس کا حق ہے اور اس میں کچھ کسی قوم عربی یا عجمی قریشی یا غیر قریشی کی تخصیص ہی نہیں۔ ناظرین کے روبرو قرآن مجید پیش کرنا ہمارا فرض ہے جبکہ مخالف اس خلافت کو سیاسی سمجھتا ہو ارشاد باری ہے کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ	البتہ تحقیق زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے تھے یہ کہ زمین کے مالک میرے صلاحیت والے بندے ہوں گے

اور یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ	وہ لوگ کہ اگر ہم ان کے پاؤں زمین میں جما دیں تو وہ نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرینگے اور اللہ پاک کے اختیار میں ہے کاموں کا انجام۔
کاموں کا انجام	
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ پاک کا ان سے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا	وعدہ ہے کہ اونہیں زمین کی خلافت دیگا اسی طرح جسطرح اگلی قوموں کو دیچکا تہا اور ان کے لئے اسکے پسندیدہ دین کے قدم جما دیگا اور ان کا خطرہ نکالکر امن دیگا کہ وہ خالص خدا ہی کی عبادت کریں۔

مذکورہ آیات شریفہ سے یہ ثابت ہوا کہ خلافت دین کی قائم و مضبوط رکہنے والی اور دین کا زور زمین پر جمانیوالی چیز ہے جو نسبا سی نہیں ہو سکتی۔ اور اسکے لئے ایمان و صلاحیت کے بغیر دوسرے قریشیت و غیر قریشیت کی شرط ضروری نہیں۔ وبس ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۔۔۔ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

حدیث شریف مین آیا ہے کہ

من بطأبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ	جسکی کارروائی سے اہلیّت و استحقاق کا ثبوت نہ ہو تو اسکا خاندانی ہونا اسکو اہلیّت کی جانب نہیں بڑہا سکتا ہے

خلافت نام ہے محمد عربی صلعم کے ملک جزیرۂ عرب عمومًا اور خداوند پاک کے گھر وغیرہ مقامات متبرکہ کو خصوصًا دشمنان دین کے نجس قبضہ سے بچانے اور انکی پاسبانی کرنیکا۔ پس جو شخص انکی پاسبانی کا بیڑا اپنے سر لے رکہا ہو اور اسکی حفاظت کی خاطر سر بکف جان تو رہا ہو مسا عی ہیں اپنے مالک سے ع عالم تمام دشمن جان شد برائے تو۔ کہتا ہو اپنے آپکو وقف کر دیا ہو اسکو خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے اور ایسے خلیفہ کے لئے شرع نے اسلام کی خاطر جانبازی کی آمادگی اور اسلام کی پہرہ داری کی قدرت کے سوا کوئی شرط معتد بہ نہیں ٹہرائی ہے ع بندگی باید پسر زادگی درکار نیست

جس سرزمین عرب اور خطۂ پاک کا دشمنوں سے بچانا خلافت ہے اور آنحضرت صلعم نے اپنی حیات کی آخری ساعتوں میں اس سرزمین پاک کو دشمنوں سے بچانے کی وصیت فرمائی ہو چنانچہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں مروی

ہے کہ لاخرجن الیہود و النصاری من جزیرۃ العرب حتی لا ادع الا مسلمًا	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں البتہ نکالدونگا دیدان خود یا بوسا طت الخلافت) یہود و نصاری کو عرب کی سرزمین سے یہانتک کہ

اسمیں مُسلم کے سوا کسی کو نہ رہنے دونگا۔

اور حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے کہ

اخرجوا الیهود والنصاریٰ من جزیرة العرب

رسول اللہ صلعم نے (آخر کلام وفات کے وقت تین امور کی بابت فرمایا (جس میں ہی ایک یہ ہی) کہ نکالدو علاقۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو

امام مالکؒ اور امام زہریؒ نے حضرت عمرؓ سے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ

لا یجتمع بجزیرة العرب دینان عرب کے خطّہ میں دو دین (ایک تو اسلام اور دوسرا غیر اسلام) جمع ہوکر نہ رہیں

پس اس قسم کی پیاری خلافت کو جسکا درد وغم رسول اللہ صلعم نے اپنی آخری دم حیات میں ہی ظاہر فرمایا ہو اسکو سیاسی کہنا کیسے باغیرت مسلمان کا قول ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے برادران اسلام ضمنًا یہ ہی یاد رکھیں کہ اس نبوی آخری وصیت کو حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں بخوبی جاری کرکے چھوڑا۔ چنانچہ حدیث ابن ابی شیبہ میں مروی ہی کہ حضرت عمرؓ نے یہود و نصاریٰ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ

فانی مجلیکم فاجلاهم پس میں جزیرۂ عرب سے تمکو تحقیق نکالدینے والا ہوں (یہ فرمایا اور) نکال ہی دیا

تفسیر فتح البیان میں مروی ہے کہ

عن ابی موسیٰ رضہ قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک وله اتخذت حنیفا یعنی مسلما وتلا هذه الآیة ای یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء قلت له دینه ولی کتابته فقال لا اکرمهم اذا اهانهم الله ولا اعزهم اذ اذلهم الله ولا ادنیهم اذا ابعدهم الله قلت انه لایتم امر البصرة الابه فقال مات النصرانی والسلام

ابو موسیٰ اشعریؓ نے امیر بصرہ ہونے کے بعد حضرت امیر المومنین عمرؓ سے کہا کہ میرا منشی ایک نصرانی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کو نصرانی سے کیا علاقہ ہے تمنے کیوں ایک مسلمان کو منشی نہیں بنالیا اور یہ آیت پڑہی کہ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنے مددگار مت بناؤ حضرت ابو موسیٰؓ نے عرض کیا کہ اسکا دین اسکو اور مجھ کو تو فقط اس کی کتابت منظور ہے امیر المومنین حضرت فاروقؓ نے فرمایا کہ جن کی خداوند پاک نے توہین کی ہے میں ان کو بزرگی نہیں دونگا اور جن کو خداوند پاک نے ذلت دی ہے

یعنی جب انہ مات فما تصنع بعدہ فما تعملہ بعد موتہ فاعملہ الآن واستغن عنہ بغیرہ من المسلمین	میں ان کی عزت نہ کرونگا اور جن کو اللہ پاک نے ہٹا دیا ہے میں اسکو نزدیک نہیں کرونگا حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے عرض کیا کہ اس نصرانی کے بغیر بصرہ

میں کام نہیں چلتا ہے پس حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا کہ اگر وہ نصرانی مر جاوے تو اسکے بعد جو کروگے وہی صورت اب کرلو اور اس نصرانی کو نکالکر کسی مسلمان کو محرر بنالو۔

ناظرین اس روایت سے نصرانی کو مسلمانوں سے ہٹا دینے کی اور بصرہ عراق عرب کے ایسے پایہ تخت میں بھی اسکو ماتحت بنکر رہنے کی اجازت حضرت عمر رضؓ نے نہیں دی اور فاروق اعظم نے ماتحت نوکر رکھنا بھی نصاریٰ کا پسند نہ کرکے ایسی ہلکی ماتحتی کو قرآن کے لفظ اولیاء سے موالات و تعاون قرار دیا اور ایسی تعاون و موالات سے رد کردیا پھر جہ جائیکہ جب مسلمان لوگ اور خصوصاً اہل عرب نصاریٰ کی ماتحتی میں آویں اور اسکو موالات و تعاون نہ سمجھیں اور ان سے موالات و تعاون ترک نہ کریں۔ الحاصل اس روایت سے حضرت فاروق اعظم رضؓ نے یہود و نصاریٰ کے اخراج اور ترک موالات اور ترک تعاون کا اتحاد اور اسکا اہتمام روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے حرف ہدایت کے کان نصیب ہونے کی ضرورت ہے خداوند پاک ہم سب کو نصیب کرے۔

(۷) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب دیلوری اور نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری اور ان کے ہمخیال لوگوں کا یہ اعتراض ہے "ہم لوگ مشرکین ہنود سے عموماً اور گاندھی سے خصوصاً ترک تعاون اور ترک موالات کیوں نہیں کرتے اور نصاریٰ سے ترک موالات اور ترک تعاون کرتے جاتے ہیں حالانکہ نصاریٰ کو مشرکین کی نسبت زیادہ مودت و محبت والے مسلمانوں کے حق میں قرآن پاک نے قرار دیا ہے چنانچہ مشرکین کا ذبیحہ اور ان کی لڑکی مسلمانوں کو حلال نہیں اور نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان کی لڑکی مسلم کو حلال ہے کہانا اور لڑکی کر لینا اعلیٰ درجہ کی موالات ہے جس سے تمہاری ترک موالات کا خیال کافور ہو جاتا ہے چنانچہ نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری اپنے بسط الکلام صفحہ ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

الف "آپکو مخالفت موالاۃ بالمشرکین سے ہرگز نہیں ہے دعوئی ترک موالات غلط ہے۔ قرآن شریف میں بہت سی آیتیں ہیں مگر یہاں صرف وہی آیتیں تحریر کیگئی ہیں جو خاص مشرکین سے متعلق ہیں نیز اہل کتاب کو ان پر ہزار درجہ ترجیح ہے قال اللہ تعالیٰ ولتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الخ

ب صفحہ ۶ دونوں طرف سے طعام و ذبیحۂ اہل کتاب کو حلال فرمایا اور گھر انعلق مابین مسلمان و نصاریٰ و یہود کے قائم کردیا کیا میاں بی بی سے بڑھکر کوئی تعلق کوئی معاملہ ہو سکتا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) مشرکین گئو سالہ پرستوں کے ساتھ قطع تعلق مذکور کا حکم دیتا ہے نصاریٰ کے

ج ساتھ اس قسم کا ترک موالات جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے صفحہ ۱۱ اگر کوئی شخص ترک موالات سے انکار کرتا ہے تو صاف صاف اس سے کہا جاتا ہے اور دہمکی دیجاتی ہے تمکو بائیکاٹ

د کردیا صفحہ ۱۳ اگر اس قسم کا ترک موالات ایک شرعی امر ہے اور بقول آپکے واجب و فرض ہے تو بتائیے کیوں علماء سلف صالحین نے اس ترک موالات کا فتوی نہیں دیا۔

ھ صفحہ ۵ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے اسکو حلال اور جس چیز کو حرام فرمایا ہے اسکو حرام جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اسکو اپنے اوپر حرام کرنا جائز نہیں یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یہ آیت ترک مباح پر نازل ہوئی

و صفحہ ۱۴ مولانا و قدوتنا مرحوم قدس اللہ سرہ کے انتقال پر ملال کے بعد ہی مسلمانوں نے تجویز شروع کردی کہ شیخ الہند کس کو بنانا چاہیئے سبحان اللہ میں عرض کرتا ہوں کہ مہاتما گاندہی کو کیوں شیخ الہند نہیں بنادیتے"۔

(جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری تحریر فرماتے ہیں کہ)

ز " اہل یورپ نے سلطنت ترک سے ایسے صدہا وعدے کئے ہیں جنکا ایفا نہیں کیا۔ گیا اللہ جل شانہ کفاروں سے جس فرقہ کو اقرب مودت فرماتا ہے ان کی جب یہ حالت ہے تو غور فرمائیے کہ مشرکین کا کیا اعتبار (کھلی چٹھی بنام مولانا شرر صفحہ ۳ کالم ۳)

ح آئندہ انہی مشرکین کو خوش کرنے یا ہندوستان کی سلف گورنمنٹ حاصل ہونے کے

خیال خام سے شرک خفی ہے بڑھکر شرک جلی کے خود مرتکب ہوں اور دوسروں پر اسکی تعمیل کی جبر ہی کریں۔" (خط مولوی ضیاء الدین صاحب بنام بن مولانا ناقص)

جناب نظام الدین احمد خانصاحب گورکھپوری کے مضامین (الف اور ب) کا جواب دیا جاتا ہے بعونہ تعالیٰ و توفیقہ

جن اہل کتاب کو آپنے لکھا ہے کہ " اہل کتاب کو ان پر ہزار درجہ ترجیح ہے" ان اہل کتاب میں یہود ہی داخل ہیں خداوند پاک ان کو اَشَدُّ هُمْ عَدَاوَةً ایمانداروں کے ساتھ سخت عداوت رکھنے والے ہیں کر کے فرمایا ہے اور وہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان کی لڑکی اور ان کا ذبیحہ بھی تو حلال ہے پس سخت عداوت والونکا بھی ذبیحہ اور ان کی لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہوا تو نصاریٰ کے ذبیحہ اور لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہونیکو بڑا تعلق اور گہرا تعلق کیا قرار دیا جا سکتا ہے اور موالات و ترک موالاۃ کے لئے یہ دونوں امر (حلت ذبیحہ و جواز نکاح کتابیہ) معیار و میزان کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جن نصاریٰ کو آپنے اور جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری نے اقرب مودۃ قرار دیا ہے آیا وہ بھی نصاریٰ ہیں؟ پہلے اوسکو جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کی تحریر سے دیکھیے یعنی فرماتے ہیں کہ " تقریباً ڈیڑھ سو سال سے

اہل یوروپ نے سلطنت ترک سے ایسے صدہا وعدے کئے ہیں جنکا ایفا نہیں کیا گیا۔ لاڈ جارج مذہباً عیسائی ہے سیاستہً گلیڈسٹون کا شاگرد ہے ان کے سارے گناہ جو آج تک کئے یا زندگی تک کرینگے سب معاف ہو چکے ہیں ان کو وعدہ وفا کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے مخالف کو دہوکا دیتے ہیں بے وقوف تو وہ ہونگے جو ان کے باتوں پر اعتبار کیا (کھلی چٹی)"

جناب مولوی ضیاء الدین صاحب۔ بن مولانا صاحب کو لکھتے ہیں کہ

لنڈن کے کنیسہ کے کوئی پادری صاحب دعا میں فرماتے ہیں کہ خدا کا ہمپر بڑا احسان ہے کہ ہمارے مخالفین کو ہمارے غلام بناکر فلسطین ہمکو دلایا۔ یہ غلام کون ہیں غور کیجیئے۔

فقر کے خوف یا حکام دنیا کے حسن ظن میں نصرانی فوجوں میں داخل ہو کر دمیدان ترک کو شہید کرنے والو

جہنم رسید ہوتے ہیں اسی طرح عرب کا حال ہے کہ خلیفہ سے باغی ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو الخسران المبین کا مصداق ہو رہے ہیں خود مٹے اور اسلامی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا"
(کھلی چٹی کالم ۲)

جناب مولوی صاحب نے اپنی کھلی چٹی میں مسئلہ گرانٹ میں ان نصاریٰ کی بابت کفار کا لفظ استعمال کیا اور حربیوں کے ساتھ کے برتاؤ کی عبارت نصاریٰ کے حق میں پبلک پر پیش کی۔ اور شریف کے نصرانی کے ماتحت ہونے کو نصاریٰ کی بابت کافرین کا لفظ آیت لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا سے دلیل پکڑ کے شرعاً ناجائز قرار دیا چنانچہ وہ کھلی چٹی میں لکھتے ہیں کہ یہہ بات ہے مسٹر ینگ کلکٹر مدراس سے کہا۔ اس نیچے کے مضمون سے تو جناب مولوی صاحب کے نصاریٰ کے متعلق اندرونی اعتقاد کا فر اور حربی ہونیکا نظر آتا ہے اور پہلی تحریر سے ان عیسائیوں کے عیوب نظر آتے ہیں کہ انکی فوج میں داخل ہونیوالے دیندار ترکوں کو شہید کیا اور خود جہنم رسید ہوئے (حالانکہ اوس فوج میں کلمہ گو لوگ ہی تھے مگر مولوی صاحب ان کو ہی جہنم رسید کرتے ہیں۔) اور جناب مولوی صاحب نے ان کے پادری اور ان کے وزیر اعظم کا حال ذکر کر کے لوگوں کو ان پر برافروختہ بنایا ہے اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ کیا جن لوگوں نے یہ یہ کام کئے وہ اقرب مودت ہو سکتے ہیں؟ اگر کسی زمانہ کے کسی ایک عیسائی کے خاص چند افراد کا خوبیوں سے قرآن پاک میں تذکرہ آیا ہے تو ایسی خاص خاص تعریفوں کے مستحق کبھی مشرکین مکہ بھی ہوئے ہیں۔ اور یہود کے چند افراد بھی کبھی خاص خاص تحسینوں سے نوازے گئے ہیں چنانچہ یہود جو اشد ہیں عداوت میں ان کے ایک فریق کی تعریف فرماتا ہے چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہے کہ

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ الآیۃ	اور بعض اہل کتاب (یہود میں سے) ایسے ہیں کہ جنکو تم ایک (بڑے) خزانہ کے امین ٹھہراؤ تو تم کو برابر واپس کردینگے

اور مشرکین مکہ میں سے چند کی بابت یہ ارشاد ہوا کہ

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ	قریب ہے کہ اللہ تمہارے اور تمہارے مخالفین

عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ‏ (مشرکین) میں باہمی مودت پیدا کر ڈالے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہود کے متعلق کی آیت عبداللہ بن سلام ؓ جیسے لوگوں کی بابت نازل ہوئی تھی جو مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکین مکہ کی بابت نازل ہوئی سو آیت میں اُن مشرکین کا ذکر ہے جو فتح مکہ معظمہ میں مسلمان ہو گئے تو ہم بھی جواب نصاریٰ کے اقرب مودت ہونے پر دیتے ہیں کہ آیت بھی ہی نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی تھی جو حبشہ میں مسلمان ہو چکے تھے جنمیں نجاشی بادشاہ بھی داخل ہے۔ جن نصاریٰ کی بابت اقرب مودت آیا ہے اور ان کے اقرب مودت ہونے کے جو وجوہ اور اسباب قرآن پاک میں وارد ہیں اُن او صاف کو آجکے نصاریٰ کے ساتھ ملا کر انصاف کریں کہ آیا یہ لوگ بھی اقرب مودت کے خطاب کے مستحق ہیں یا نہیں۔ اور جو لوگ موجودہ نصاریٰ حکام کو بھی مسلمانوں کیساتھ اقرب مودت سمجھتے ہیں وہ علم اور عقل سے ہزار دن برس فاصلے پر پڑے ہوے ہیں۔ اقرب مودت والے نصاریٰ حبشہ کے نصاریٰ تھے جنکے ملک میں حضرت جعفر طیار ؓ اور حضرت عثمان ذی النورین ؓ اور ان کی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم ابتدا اسلام میں جا کر ہجرت کی تھی اور وہ نصاریٰ حبشہ کے ان سے کلام پاک قرآن مجید سنے۔ چنانچہ خداوند پاک سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے

ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

(ان کا اقرب مودت ہونا اسلئے ہے کہ اُن میں سے اہل علم ہیں اور خداوند پاک سے ڈرنیوالے اور یہ بھی کہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ اور جب سنا انہوں نے رسول اللہ صلعم پر اُتاری ہوئی کتاب تو آپ دیکھتے کہ ان کے آنکھوں سے آنسو بہتے تھے بسبب حق جاننے کے کہنے لگے اے رب ہمارے ہم ایمان لائے پس شہادت دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام لکھدے اور کیا ہوا ہمکو کہ ہم اللہ پاک اور اس حق پر ایمان

تَجْرِیْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ | نہ لاویں جو ہمارے پاس آیا اور ہم امید رکھتے ہیں یہ کہ ہمارا پروردگار ہمکو صالحون کے ساتھ

داخل کرے۔ پس ان کے اس کہنے پر خداوندپاک نے ان کو بدلہ دیا ان بہشتون کا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہینگے اور یہہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

ناظرین دیکہیں کہ وہ حبشہ کے نصاریٰ پہلے نصاریٰ تھے کلام پاک سنتے ہی رودئے اور مسلمان ہوگئے وہ اہل علم اور خداوندپاک سے ڈرنیوالے تھے اور کبر و غرور نہ رکھتے تھے اور ان کے جنتی ہونے کی خداوندپاک نے بشارت بہی دی چنانچہ ان میں کا بادشاہ اصحمہ نجاشی کی موت پر آنحضرت صلعم نے غائبانہ جنازہ صحابہ رضؓ کے ساتھ مدینہ میں ادا فرمایا

ان اوصاف و وجوہ میں سے ایک وصف تو بیان کریں کہ موجودہ عیسائی حکام طبقہ میں موجود ہے جس پر ان کے ساتھ آپ موالات کا حکم عطا فرماویں

موجودہ نصاریٰ تو جتنا کچھ کلام خداوندی اور حکم اسلامی سنتے جاتے ہیں اور سارے مسلمانون کے مذہبی جذبات تحریکات اور جلسون اور اخبارون اور عرضیون اور تارون اور وفدون کے ذریعے معلوم کرتے جاتے ہیں اتنے اور اینٹھتے جاتے ہیں نہ انہیں اسلامی علم ہے اور نہ حق پسندی ہے بلکہ تو فقط کبر و نخوت ہی۔ یہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ مسلمانون کے ساتھ لڑنا اور انکی خلافت اور اسلامی طاقت پر قبضہ کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں اور یہہ جنتی ہی نہیں ہیں اور نہ انمیں سے کسی کا انتقال پانے پر مسلمانوں کو جنازہ ادا کرنا جائز و روا ہے۔ اُن نصاریٰ پر جو محمدی ہوکر لقب جنتی اور اقرب مودت ہونیکا خداوندپاک سے حاصل کئے ہیں موجودہ دشمنان دین کو کیسے قیاس کرسکتے ہیں اور ان سے موالات و تعاون جائز رکہنے کو اسلامی غیرت اور مذہب کسطرح اجازت دے سکتے ہیں۔ آپکے ایسے قیاس کو قیاس فاسد اور قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ ناظرین! خوب یاد رکہیں کہ ترک تعاون اور ترک موالات کا حکم کچھ نصرانیت اور یہودیت اور مجوسیت اور ہندو ہونے پر نہیں رکہا گیا بلکہ جس کسی میں اسلام کی دشمنی

یا دشمنوں کی مدد جبکہ پائی گئی اسی وقت اسکے ساتھ ترک تعاون اور ترک موالات کرنا چاہیئے اگرچہ کہ وہ نام کے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ — اور جو کوئی تم (مسلمانوں) میں سے ان (یہود و نصاریٰ) کو اپنا مددگار بنا دے وہ انہی میں سے ہے

اور یہ بھی ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ — اور جو کوئی ان (دشمنان دین) کو اپنا ولی و مددگار کرلیوے پس وہ اللہ پاک سے بے تعلق ہوگیا

اور امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

بارتداده عن دینه ودخوله فی الکفر — وہ اپنے دین سے مرتد ہو کر کفر میں داخل ہوگیا۔

حالانکہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینا اور ان کے لڑکوں کو مسلمانوں کی لڑکیاں دینا جائز ہے ماں باپ کی عداوت اسلام کا قصور ماں باپ ہی نہ کہ لڑکوں لڑکیوں پر جو بے سمجھی کی گہر التعلق اور موالات کی دلیل اسکو گردانا جاوے۔

خوب غور سے سنیں کہ یہود کا نام قرآن پاک میں غضب کئے ہوئے اور ذلت و خواری کی مہر لگے ہوئے لکھا گیا ہے پھر بھی ان کی لڑکیاں اور ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ نصاریٰ اور یہود اور ہندو تو غیر قوم غیر مذہب ٹھہرے قرآن پاک تو ماں باپ بھائیوں اور کنبے والوں سے بھی ترک تعلق کرنیکا حکم کیا ہے جبکہ وہ خداوند پاک و رسول اللہ صلعم کا خلاف کریں اگر ایسا ترک تعلق نہ کریں تو خدا تعالیٰ اور قیامت پر ان کو ایمان نہ رکھنے کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ ۔ الآیہ

تم نہ پاؤگے ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ اور رسول کا خلاف کرنیوالوں سے محبت کا معاملہ رکھتے ہوں اگرچہ کہ مخالف انکو باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ وہ

لوگ ہیں جنکے دلوں میں ایمان لکھا ہے

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ أَوْلِيَاءَ الآیہ | (اگر یہہ (نام کے مسلمان واقعی) خدا اور رسول اور شرع پر ایمان رکہتے تو ان (دشمنان دین) کو اپنے یار و مددگار نہ بناتے۔

یہہ اعتراض کہ گئوسالہ پرست ہندوؤں سے کیوں قطع تعلق نہیں کرتے اور نصاریٰ سے ترک تعلق کرتے ہیں حالانکہ اولٹا کرنا چاہئے تہا کہ ہندوؤں سے اللہ قطع تعلق کا حکم دیتا ہے اور نصاریٰ سے ایسا جائز نہیں (یہ خلاصہ ہے گورکہپوری کے اعتراض کا)

اسکا جواب سنئیں: ہندوؤں سے اب تعلق رکہتے ہیں تو خدا و رسول کے حکم سے اور اب کے نصاریٰ سے قطع تعلق کرنے لگتے ہیں تو اسبہی خدا و رسول کے حکم سے۔

ان صحیح روایات پر غور کرکے اور عمل کے کان لگائیں (خداوند پاک کے ہاتھ توفیق ہے) قربان ایک مشرک غلام ہتا وہ آنحضرت صلعم کیساتھ جنگ میں کتنے کفار کو تہ تیغ کیا اور اسکے اس تعلق کو منظور رکہا اور لوگوں کو یہ جواب ارشاد فرمایا کہ

ان اللّٰه یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر | تحقیق اللہ پاک اس دین کی تائید بری مرد سے بہی کراتا ہے

اور ابوطالب رسول اللہ صلعم کے چچا کا حال دیکھیئے کہ خود مسلمان نہ ہوکر آنحضرت صلعم کیساتھ تائید و مدد کا تعلق نبوت کے بعد گیارہ سال تک رکہے تھے اور آنحضرت صلعم نے ان کو مقبول رکہا ان دونوں کے سابق دین پر رہنے کے باوجود ان کے ساتھ ترک تعلق نہیں کیا اور نجران کے نصاریٰ مدینہ میں جو آئے تھے ان پر میدان میں جاکر لعنت بہیجنے کا حکم قرآن میں وارد ہوا یہ بہی تو نصاریٰ ہی تھے اور وہ دونوں تو مشرکین تہے یہ بات الگ ہے کہ ابوطالب کے انتقال کے وقت ایمان نصیب ہوا یا نہ۔ اور ان کو نجات ملی یا نہ۔ شیخ دحلان مکی شافعی ابوطالب کے وقت انتقال پر ایمان لانے اور ان کی نجات پانے کے قائل ہیں مگر حالت حیات میں تو وہ مشرک تھے اور ان کے ساتھ تعلق دموالاۃ ان کے حین حیات میں نبی صلعم نے جاری رکہا۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ ہم کسی کافر و مشرک سے

امداد اور اعانت نہ چاہیں یہ غیرت کا معاملہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ

انا لانستعین بمشرك | تحقیق ہم مدد نہیں چاہینگے کسی مشرک سے

اگر کوئی خود آپ ہی آپ میل ملاپ اور مدد وصلح ہمارے ساتھ کرنے لگے تو موجودہ حالت پر نظر کرتے ہوئے اسکے ساتھ میل ملاپ رکھینگے نہ ماضی واقعات کو یاد کرینگے اور نہ آئندہ کا کھٹکا رکھینگے چنانچہ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا
اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (مائدہ)
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ
عَلَى اللَّهِ
وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ
اللَّهُ

اے ایمان والو انصاف سے قائم رہو اور تم کو
کسی قوم کی دشمنی (عداوت) انصاف کرنے
پر نہ ابھارے۔ انصاف کرو وہ تقوی کے زیادہ نزدیک ہے
تم کو نہ ابھارے کسی قوم کی وہ عداوت جو تم کو
کعبہ سے روکتے تھے (بعد مکہ تمہارے قبضہ ہونے کے)
اگر وہ مصالحت کے لئے جھکیں تو تم بھی مصالحت کے
لئے جھک جاؤ اور اللہ پاک پر بھروسا کرو۔
اور اگر وہ دل میں تمہارے ساتھ دھوکے کا (برا)
ارادہ رکھیں تو تحقیق تمہارے لئے اللہ پاک کافی ہے

س چیزیکہ بے سوال رسد دادۂ خداست ۔ او را تو رد مکن کہ فرستادۂ خداست

خلاصہ یہ کہ اگر مصالحت کرتے ہیں تو عداوت مت کرو اور اگر عداوت کرتے ہیں تو ان کا تعلق مت رکھو س اگر صلح جوئی نہ خواہیم جنگ ۔ وگر جنگ خواہی نہ یابی درنگ

اور یہ اعتراض کہ مسلمانوں کو بائیکاٹ کیا جاتا ہے بلکہ دھمکی دیجاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تین صحابہ جلیل القدر مرارہ بن ربیع ۔ ہلال بن امیہ ۔ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے پچاس دن تک جبتک کہ ان کے قبول توبہ کی وحی نہ آئی تھی قطع تعلق وکلام وغیرہ کیا گیا تھا جنکا قصہ سورۂ توبہ کے آخر میں موجود ہے ۔ اور ازواج مطہرات سے ایک ماہ تک بطور ایلاء لغوی کلام و

وکلام وتعلق وہ پیدا تک آنحضرت صلعم نے حلفاً بند رکھا تھا بعد وحی آئی کہ تم رکھنا ہو تو فلاں شرط پر ان کو اپنے ماتحت رکھو یا طلاق دیکر یعنی قطع تعلق کر دو تین دن سے بڑھکر مسلمان بھائی سے بات چیت نہ کرنے کی ممانعت کی حدیث جسکو نظام الدین احمد خان صاحب نے بسط الکلام میں لاکر ترک موالات کا رد کیا ہے ان کی غلط فہمی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ شرعی وجہ کے بغیر ترک موالات وکلام کسی مسلمان بھائی سے نہ کرے۔

اتنی دراز تحریر سے پبلک کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ گاندھی اور ہنود سے موالات رکھنا اب ان کے اتحاد کے وقت جائز اور قرآنی حکم ہے جسپر عمل کرتے ہوئے حضرت صلعم نے بنو خزاعہ غیر مذہب قبیلہ سے موالات و تعلق رکھا تھا انہی کی تائید کرتے ہوئے آنحضرت صلعم نے فتح مکہ کی تیاری فرمائی۔ سب سے بڑا اصول موالات و ترک موالات کا عداوت کا ظاہر ہونا یا نہ ہونا ہے۔ جسکو قرآن پاک نے تصریح فرمادی ہے کہ:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے نیک سلوک اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے نہیں منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں لڑائی نہ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے باہر کیا تحقیق اللہ پاک انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے اللہ پاک تو تمکو ان لوگوں کی موالات سے منع کرتا ہے جو تم سے دینی معاملہ میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد دی۔ اور جو لوگ ان سے موالات کریں بس وہ ظالم ہیں

نظام الدین صاحب گورکھپوری کا یہ اعتراض کافور ہو گیا کہ "اگر اس قسم کا ترک موالات ایک شرعی امر ہے اور بقول آپکے واجب فرض ہے تو بتائیے کہ کیوں علماء سلف صالحین نے اس ترک موالات کا فتویٰ نہیں دیا۔" حضرت نظام الدین صاحب: ترک موالات کا فتویٰ قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں موجود ہے اور حضرت عمر رضؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ایک عیسائی کاتب رکھنے کو

منع کردیا تو پھر اور کونسے سلف کا فتویٰ آپ چاہتے ہیں؟ پھر انکا یہ اعتراض کہ "جس چیز نے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اسکو اپنے اوپر حرام کرنا جائز نہیں یا ایھا النبی لم تحرم الآیہ ترکِ مباح پر نازل ہوئی" ہماری اباحت کے بحث سے رد ہوگیا کیونکہ مباح ہی خطاب شرعی ہے جسکے لئے دلیل شرعی تخییر والی چاہئے رسولوں کو حکم اباحت ہوا تھا کہ

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا الآیہ	کھاؤ پاک چیزوں میں سے اور کام کرو نیک

اس اجازتِ اباحت قرآن پاک میں موجود ہوتے ہوئے آپنے اپنے پر شہد نہ کھانے کی قسم کھالی تو یہہ آیت نازل ہوئی۔ آپ یہاں بتلادیں کہ کس جگہ قرآن وحدیث میں آپکو دشمنانِ دین کے ساتھ تعاون وموالات جاری رکھنے کی اجازتِ اباحت ہی دیگئی ہے اگر آپ یہہ نہ بتلاسکتے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ یہہ نہ بتلاسکینگے تو آپکی نظیر مذکور آیت کی آپکی بے علمی پر شہادت دیگی۔

جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے دو اعتراض۔ کہ مشرکین کا کیا اعتبار۔ مشرکین کو خوش کرنے کیلئے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے مرتکب ہوں

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ	اور اگر کفار تمکو دھوکہ دینے کا دل میں ارادہ رکھیں تو پس تمکو تحقیق اللہ بس ہے۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	اور اگر (اب) مصالحت کے لئے وہ جھکیں تو تم ہی جھک جاؤ اور اللہ پاک پر بھروسا کرو۔

ان دونوں آیات شریفہ میں اوسکا جواب آگیا باقی رہا یہ کہ مسلمان غیر متدین کو شرک خفی کی تہمت لگانا اور آئندہ کے لئے شرک جلی کی بدگمانی کرنی اہل علم کے شایان شان نہیں۔ قرآن وحدیث اور سلف کی ہدایات پر عمل کرنے والوں پر غلط الزامات نہ لگایا کریں

نظام الدین صاحب گورکھپوری کا یہ تمسخر کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے عوض مہاتما گاندھی کو شیخ الہند کیوں نہیں بنادیتے،، ان جیسے شریفوں کو ہی مبارک ہو جسکا جواب ہم دینا پسند نہیں کرتے ہیں۔ خداوند پاک ان سے سمجھے

(۴) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری جناب بن مولانا صاحب کے خط میں رقم فرماتے ہیں کہ

" ایسے بہت سے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ذبح گاؤ جسکو خداوند عالم اجازت دیتا ہے منع تحریر دے ہیں اسلئے کہ مشرکین ہند خوش ہوں۔ مشرکین کی خوش رکھنے کے واسطے احکام شرعیہ میں تغیر و تبدل کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں "

جناب نظام الدین احمد خانصاحب گورکھپوری بسط الکلام میں تحریر کرتے ہیں کہ

" آپ لوگ گئو سالہ پرستوں اور ان کے خلفاء کی تقلید میں حد سے گذر گئے ہیں اور ان کی خوشامد میں اپنے دین و مذہب کا بھی پاس نہیں کیا قربانی گاؤ کو انپر قربان کر دیا "

صفحہ قربانی شعار اسلام ترک کریں۔

عدم گاؤکشی خاص طریقہ گاؤ پرستان کا ہے اور قربانی گاؤ خاص طریقہ اہل اسلام کا ہو اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے پھر اگر آپ اپنا طریقہ چھوڑ کر گاؤ پرستان کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو اس آیت کو سن لیجئے ومن یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم وساءت مصیرا (ترجمہ) اور جو چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اسکو حوالہ کرینگے وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالینگے اسکو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہونچا۔"

دونوں مرقوم الصدر دوستوں کی تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حامیان خلافت و رہنمایان اسلام جمعیت العلماء ہند نے ذبح گاؤ شعار اسلام کو منع قرار دیا ہے حالانکہ وارثان رسول اللہ صلعم و شیدایان دین متین کی تحریروں تک ان کی رسائی نہیں ہوی یا ان کو بینائی نصیب نہیں

(۵) چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست — سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون گوش ہوش سے سنیں (از اخبار مشرق نمبر ۳ ہ جلد ۱۴)

" مسئلہ گاے کشی کے متعلق خود اہل اسلام میں کھینچ تان نظر آرہی ہے اسکے بارہ میں اس ناچیز کی رائے یہ ہے کہ حضرات اہل اسلام کو اسکی موقوفی یا تنگی یا مذمت اور تفضیح میں

حصہ لینا ہرگز نہ چاہئے اگر کسی خاص طور اور خاص نیت سے کوئی شخص مباح ہی مان لیجاوے مگر عوام میں اسکا شیوع مضرت فی الدین سے خالی نہیں ہو سکتا ۔ والحذر الحذر ۔ البتہ اسی کیساتھ اگر کوئی گائی کے علاوہ جانور کی قربانی اپنے کسی خیال سے کرے تو ہمیں بھی خلجان نہ کیا جاوے - اہل اسلام کو ضروری ہے کہ احکام شرعیہ کی حفاظت کا اول خیال رکھیں اور جو مصائب دینی اور دنیوی پیش نظر ہیں اور جن خطرناک باتوں کی آمد آمد ہو رہی ہے اس سے بھی غفلت کو جائز نہ سمجھیں "

اب عالیجناب مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جانشین حضرت بحر العلوم لکھنوی کی چند تحریریں اس امر قربانی گاؤ کے متعلق عرض خدمات کیجاتی ہیں ۔ (منقول از رسالہ ہجرت و قربانی گاؤ حصہ سوم) فرماتے ہیں کہ

" صفحہ ۹ میرا مقصد یہ ہے کہ گائی کی قربانی واجب نہیں ہے مباح ہے اس سے افضل دوسرے جانوروں کی قربانی ہے ۔ جو شخص حلت قربانی ولحم کا اعتقاد رکھتا ہو اترک قربانی کرے تو اسکو اختیار ہے اور محض فتنہ وفساد کی غرض سے قربانی گاؤ نہ کرنا چاہئے "

صفحہ ۱۵ " مینے کبھی وعدہ نہیں کیا کہ تمام لوگوں سے گائی کی قربانی بند ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے اسکا وعدہ دہوکہ کے ہم وزن ہے - مجھے عقلاء ہند سے اسکی توقع ہی نہیں ہے کہ وہ مجھے حدود اسلام سے باہر بلانا چاہتے ہیں یا بدلہ لیکے اپنی عزت وحمیت کو گنوانا چاہتے ہیں - ہمنے صاف کہدیا ہے کہ ہندو اگر روکیں تو مسئلہ بدل جاتا ہے "

صفحہ ۱۶ مینے اتحاد ہندو میں کوئی فعل خلاف شرع روا نہیں رکھا ۔ نہ رکھنے پر راضی ہوں ۔ قربانی گائے اختیاری شے سمجھ کر ایسال نہیں کی ہے ہندؤں کے روکنے سے یا ان کی محض خوشامد سے ترک قربانی گاؤ کو ممنوع سمجھتا ہوں باوجود اسکے اتحاد کو جسمیں فرض دفاع ادا ہو سکتا ہے روا رکھتا ہوں اسکے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے

صفحہ ۱۹ میں خدا کے دین میں افراط وتفریط دونوں کو نا روا سمجھتا ہوں خدا کے حکم کا ناقل ہوں حاکم نہیں جس چیز کو خدا نے حلال کیا میں حرام نہیں کر سکتا ۔ قربانی گائی اضحیہ میں حلال ہے

میں اسکو حرام نہیں کہہ سکتا۔ نہ کسی چیز پر جبر کرنا میں روا سمجھتا ہوں البتہ ترغیب دیتا ہوں کہ جس سے ہوسکے وہ افضل کو اختیار کرے اور مخل نہ کرے

صفحہ ۲۲ میری نیت اسمیں یہ نہیں ہے کہ ہندوؤں سے ڈر کر یا ان کی جبر و خوشامد سے میں گاے کی قربانی ترک کردوں اگر یہ خیال ہے تو غلط ہے ہندو اگر روکینگے تو میں ضرور کرونگا۔ ہمنے محض ہندوؤں کے اتحاد کی غرض سے اپنے شرع کی اجازت و توسع پر عمل کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ قربانی میں یوم الاضحیٰ کے دوسرے جانور بھی قربان کرنا جائز بلکہ افضل ہے میں نے وہ اختیار کیا اور اسکی راے دی۔ اور اسکی سعی کرونگا۔

صفحہ ۲۵ شریعت اسلامیہ کی رو سے یہ یقینی ہے کہ گاے کی قربانی جائز ہے نہ فرض ہے نہ حرام اور اضحیہ میں گاے کی بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر موجودہ حالت میں جیسی گاے کی قربانی ہوتی ہے اس سے عموماً بکری اور مینڈھے وغیرہ کی قربانی افضل ہے اور ہندوؤں کے بلا خوف جبر و بلا خواہش خوشامد گاے کی قربانی اگر ہم نہ کریں تو گنہگار بھی نہ ہوں گے۔

صفحہ ۲۷ قول جامع یہ ہے کہ قربانی گاے کی مباح ہے اور اسکا حکم نیت کے بدلنے سے بدلجاتا ہے گاے قربانی کے لئے خریدی جاوے یا ہندو اسکو زبردستی روکیں اور اسکی قربانی نہ کرنے سے توہین اسلام ہوتی ہو تو ایسی صورت میں قربانی کرنا لازم و واجب ہو جاتا ہے"

فاضل زمانہ عالم یگانہ فقیہ عصر محدث دہر حضرت مولانا محمد عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں رقم فرماتے ہیں۔ (نمبر ۱۰ صفحہ ۲۴۳ مطبع یوسفی) "گاؤکشی واجب نہیں تارک اسکا گنہگار نہ ہوگا اور جو شخص معتقد اباحت ہو اور گوشت اسکا نہ کھاتا ہو اور نہ ذبح کرتا ہو اسکے اسلام میں فرق نہیں آئیگا۔ ہاں جو گاؤ کو معظم سمجھ کر ذبح نہ کرتا ہو یا اسکے ذبح کو برا سمجھتا ہو اسکے اسلام میں فتور ہوگا اور بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہیں چاہئے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولی ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

اور اسی مجموعۂ فتاویٰ کے نمبر ۲۶۴ صفحہ ۲۸ میں مرقوم ہے کہ

"نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتورے نیست لیکن بخیال عظمتش و عدم جوازش و حلتش اگر ترک قربانی آن خواہد کرد البتہ در اسلام ہمچو کس فتورے خواہد گشت"

"گائے کے قربانی نہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہے لیکن گائے کی بزرگی یا اسکے ناجائز اور غیر حلال ہونے کے اعتقاد سے اسکی قربانی ترک کیجائیگی تو البتہ ایسے شخص کے اسلام میں خلل واقع ہوگا"

اور بہی متعدد تحریریں ایسی ہیں جن سے افتراء پردازون کے افتراء سے اور ان کی زبان درازیوں سے حامیان خلافت و ناصران اسلام و ملت کی برأت ظاہر و واضح ہوتی ہے مگر طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر پھر بھی وسوسے اور خدشے باقی رہیں تو انصاف و تحقیق کی نیت سے پیش کر کر جواب و تشفی حاصل کر سکتے ہیں ورنہ مکابرہ و مجادلہ کرنے والون کا جواب قیامت تک انبیاء علیہم السلام سے ہوا ہے اور نہ ہم خاکسارون سے ہو سکیگا۔ فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین

اس بالا تحریر سے قربانی گاؤ کے متعلق جتنی تحریریں مخالفین ترک موالات حضرات شائع کر کے خلافت کی کارروائی میں خلل اندازی کرتے اور گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں ان کا رد بخوبی ہوچکا الحمد للہ علیٰ ذالک

(۹) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب اپنی ہر دو تحریرون کھلی چٹھی اور جناب یٰسین مولانا صاحب کے خط میں مدارس کی سرکاری گرانٹ کو جائز بتلاتے ہوے لکھتے ہیں کہ

"گرانٹ کے متعلق جواب یہہ ہے۔ شرع اجازت دیتی ہے کہ کفار کا مال بجز طریقۂ غبن و خیانت کے جس طریقہ سے چاہیں حاصل کریں یہان گرانٹ تو ہمارا مال ہے بالفرض کفار کا ہی ہے جب شرع اجازت دیتی ہے تو آپ کسی کو کیا حق کہ منع کریں" (خط بنام یٰسین مولانا صاحب)

اور کھلی چٹھی بنام مولانا شررضا صاحب کالم ۴ میں لکھتے ہیں کہ

"مدارس کیلئے گرانٹون کا قبول کرنا شرعاً جائز ہے ہدایہ میں ہے ولان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر (کافرون کا مال مباح ہے لینا مسلم کو جس طریقہ سے ہو بجز غدر کے)

جناب بن مولانا صاحب کے خط میں شروع میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"غالباً انہوں نے (بقول جناب مولوی صاحب نام بہاد علماء نے) گرانٹ کا لینا ناجائز بتلایا ہوگا کیا انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ جو گرانٹ ناجائز اب تک لے چکے ہیں اسکے واپس کرنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ درصورت ثانی اسکی دلیل۔ درصورت اول آپ بہ حیثیت ممبر کمیٹی رقم کا بندوبست کئے ہیں جو اس سے بھی اطلاع نہیں دیگئی، اگر دیجاتی تو البتہ ہمکو بھی آپ اتنی رقم مہیا کرنے کے لئے تحریر کرتے تھے۔ اور یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ جو عمارات آجتک گرانٹ کی تائید سے تعمیر ہو چکے ہیں ان کی رقم ہم کو دینی ہوگی یا وہ عمارات ڈھادی جائینگے درصورت اول آپ کتنی رقم جمع کئے ہیں۔ اور ہمکو کتنا دینا ہوگا"

جناب مولوی صاحب: آپ کی تحریر کے مطابق اگر گرانٹ ہمارا مال ہے تو اسپر یہ سوال آپ کا کیا چسپ سکتا ہے کہ وہ گرانٹ جو اب تک لے چکے ہیں اسکے واپس کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر واپس کرنے کی ضرورت ہے تو اسکے لئے کتنی رقم کا تم بندوبست کئے ہیں اور ہمکو کسقدر رقم مہیا کرنے کی ضرورت ہے اطلاع نہیں دئے ہیں اور تعمیروں کی گرانٹ واپس دینگے یا تعمیر ونکو ڈھا دینگے اور ان تعمیروں کو نہیں ڈھانے کی صورت میں تم کتنی رقم جمع کئے ہیں اور ہمکو کتنا دینا ہوگا۔ افسوس کہ جب آپکے پاس گرانٹ ہمارا مال ہے تو واپس دینے کا سوال فضول ہے اور جب واپس دینا ہے تو ہمارا مال نہیں ہوا۔ مولوی صاحب نے اپنی تحریر جب خلاف حق شائع کی تو اسمیں ایسے ہی متضاد اقوال سے سرزد ہوئے ہیں۔

جناب مولوی صاحب: آپنے اپنی کھلی چٹی میں تعاون کو جائز لکھا اور اسی جائز تعاون میں آپ گرانٹ کو داخل کرتے ہیں اور ہم بھی گرانٹ کو تعاون میں داخل سمجھتے ہیں اگر آپ گرانٹ کی جزئی نقہ سے نہ بتلا سکتے ہیں تو عموماً دشمنان اسلام سے تعاون کو جائز بتلا دیتے تو آپ کو سود پر گرانٹ کے قیاس کرنے کی ضرورت واقع ہوتی۔ ہمنے تو عموماً دشمنانِ اسلام سے تعاون کو نصِ قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین سے ثابت اچھی طرح کر دکھایا ہے تو اگر آپ انصاف

فرمائیں تو آپکو روشن ہو جائیگا کہ قیاس وہیں کیا جاتا ہے جہاں نص و حکم شارع کا موجود نہو جہاں نص و حکم موجود ہوتا ہے وہاں قیاس نہیں کیا جاتا۔ کتب اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ فرع کے لئے نص موجود نہ ہو تو اصل کی علت نکالکر اس علت کو فرع میں موجود ہونیکی وجہ سے قیاس کیا جاوے یہ گویا قیاس کی اصل شرط ہے فرع کا نام مقیس اور اصل کا نام مقیس علیہ ہے اگر ایسا نہ ہو تو اسکا نام قیاس بمقابلہ النص رکہا جائیگا اور یہہ حرام ہے۔ افسوس آپنے ایسے کھلے اصولی مسئلہ سے خالی الذہن ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اسکے علاوہ آپنے جو عبارت ہدایہ سے نقل کی ہے وہ مسئلہ سود کی بابت ہی جو خود بذاتہ مسئلہ سود ایک ایسی کلی ہے جو کسی کی تعاون وغیر تعاون کی جزئی نہیں ہو سکتی اور یہہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ گرانٹ کو سود سے کچہ تعلق نہیں ہے جو وہ اسکی جزئی ہو سکے۔ گرانٹ کو سود کی نظیر بنانا پڑیگا دونکی جیسر قیاس کی ضرورت ہوا اور یہاں جب آپ تعاون کی جزئی گرانٹ کو ٹہرا چکے ہیں اور تعاون دشمنان اسلام کے ساتھ قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین سے نہ کرنا ثابت ہو چکا تو گرانٹ کا نہ لینا بھی اسی کے ماتحت ثابت ہو گیا۔ اور ہدایہ والی عبارت آپکا لانا بر موقع نہ ہوا۔

اور ناظرین پر یہہ بھی ظاہر ہے کہ جناب مولوی صاحب نے یا تو ہدایہ کی عبارت نہ سمجھی یا ناظرین کو مغالطہ میں ڈال کہا ہے اب ہم ہدایہ کی پوری عبارت نقل کر کے ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس عبارت کا مطلب کیا تہا اور جناب مولوی صاحب نے اسکا کیا مطلب ناظرین پر پیش کیا۔ ہدایہ کی پوری عبارت یہہ ہے کہ

ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافا لابی یوسف والشافعیؒ لہما الاعتبار بالمستأمن منہم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالہم مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر (ہدایہ جلد ۳)

نہیں ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں برخلاف امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے کہ انہوں نے قیاس کیا ہے حربی کو دار الاسلام میں امن لینے والے پر اور ہماری یعنے امام ابو حنیفہ کی دلیل آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ نہیں ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اور ہماری دوسری

عقلی دلیل یہ ہے کہ ان حربیوں کا مال مباح ہے دارالحرب میں پس کسی راہ سے بھی اسکو مسلمان حاصل کرے وہ
ال مباح ہی ہوگا جبکہ اسمین کوئی عہد شکنی نہ ہو"

اور دوسری ہدایہ کے حاشیہ میں امام زیلعی حنفی کی تخریج سے نقل کیا ہے کہ

لت غریب وسند البیہقی فی المعرفۃ فی کتاب
السیر عن الشافعی قال قال ابو یوسف انما
ال ابو حنیفۃ ھذا لان بعض المشیخۃ حدثنا
عن مکحول عن رسول اللّٰہ صلعم انہ قال
ربوا بین اھل الحرب واظنہ قال واھل
الاسلام قال الشافعی وھذا لیس بثابت ولا
حجۃ فیہ انتھیٰ

حربی اور مسلمان کے بیچ سود نہ ہونے کی حدیث غریب ہے
اور ثابت بھی نہیں اور حدیث مسند نہیں بلکہ منقطع ہے
راویوں کا سلسلہ ٹوٹا ہوا ہے امام ابو یوسف سے امام
شافعی اور ان سے امام بیہقی اسکی سند منقطع نقل کرتے
ہیں اور خود حدیث کے لفظوں میں راوی کو گمان
بھی ہے ایسی حدیث حجت و دلیل نہیں ہو سکتی ہے
انتہیٰ

ہدایہ کے بین السطور حاشیہ میں محشی نے مباح فی دارھم کے ماتحت لکھا ہے کہ

لاباحۃ الاصلیۃ   ان حربیوں کا مال دارالحرب میں اباحت اصلیہ سے مباح ہے۔

حالانکہ ناظرین کو معلوم ہے کہ جو عقلی دلیل مباح باباحت اصلیہ کی لائی گئی وہ اصولاً امام ابوحنیفہ رح کی
دلیل نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت امام صاحب رح اباحت اصلیہ کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ اصل اشیاء میں حظر و
حرمت کے قائل ہیں چنانچہ یہ کتاب اصول مسلم الثبوت اور اسکی شرح کشف المبہم سے بخوبی اسکا ثبوت
ملتا ہے۔ خیر۔ مباح باباحت اصلیہ ہو یا نہ ہو اب آپ اصل مطلب کی طرف رجوع فرمائیں اور دیکھیں
ہدایہ کی عبارت کو گرانٹ کے مسئلہ سے کتنا تعلق ہے

ہدایہ کی عبارت اور اسکا ترجمہ دکھلا دینے کے بعد یہ عرض ہے کہ کفار کی تین قسمیں ہیں۔

حربی۔ وہ کافر جو دارالحرب میں ہی رہتا ہو۔

مستامن۔ وہ کافر جو دارالحرب والا ہو اور کسی وجہ سے دارالاسلام میں امن لیکر آیا ہو مگر اسکو وطن بنایا ہو

ذمی۔ وہ کافر جو دارالاسلام میں مسلمانوں کی ذمہ داری پر متوطن ہو گیا ہو اور جزیہ دیتا ہو۔

پچھلے دونوں قسم کے کفار کے جان و مال مثل مسلمان بھائیوں کے جان و مال کے ہم مسلمانوں کے۔ اس
معصوم اور محفوظ ہیں جبتک کہ وہ ہمارے امن و ذمہ میں ہیں۔ اور یہہ حکم ساری امت کے اجماع اور حدیث پاک
اور قرآن شریف کا ہے اس مسئلہ میں کسی امام کا خلاف نہیں۔ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ
وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ ۔ اور اگر کوئی مشرکین میں تم سے آسرا طلب کرے تو تم اسکو آسرا دو
یہ قرآنی زرین اصول و اصل اصول ہے ذمی اور مستامن کی بابت ساری کتب فقہ و حدیث کا۔

پس اگر مولوی صاحبان جن سے گرانٹ لینا چاہتے اور جائز بتلاتے ہیں۔ ان کو کیا ذمی یا مستامن کافر
سمجھتے ہیں یا حربی؟ اگر ذمی یا مستامن کافر سمجھتے ہیں تو ان سے مولوی صاحب کا گرانٹ لینا جائز نہیں
اور اہل حرب اور دار الحرب کا لفظ آگے پیچھے کے کلموں میں موجود ہوتے ہوئے اور اسی کی طرف ضمیر پھرتے
ہوئے پھر عموماً کفار کا لفظ ترجمہ میں لانا صریحاً غلطی ہے یا مغالطہ۔

اگر گرانٹ دینے والوں کو جناب مولوی صاحب حربی کہتے ہیں اور اس ہندوستان کو ان حربیوں کا
ملک یعنے دار الحرب مانتے ہیں تو پہلے یہ جان رکھیں کہ یہہ حق کا مسئلہ حربیوں سے دار الحرب میں مسلمانوں
کا سود لینا متفق علیہ نہیں ہے دوسرا اس مسئلہ کی دلیل جو حدیث پیش کیگئی ہے وہ صحیح نہیں جیسے امام
زیلعی حنفی نے فرمادیا ہے کہ یہہ حدیث نہ ثابت ہوا اور نہ دلیل ہو سکتی ہے تیسرا اباحت اصلیہ کو عقلی
دلیل ٹھہرایا گیا ہے جسکو امام ابو حنیفہ رح نہیں مانتے ہیں بلکہ ان کا ہی قول صحیح ہے کہ اصل اشیاء میں
حرمت و حظر یعنے ممانعت ہے چوتھا اگر گرانٹ دینے والوں کو حربی اور ہندوستان کو دار الحرب
ماننے ہو تو اسپر سخت درجہ کا ترک تعاون یعنے اس ملک سے ہجرت کرنا لازم آتا ہے ہمیں دخوشی ہے
بیان گزارتے ہوئے گرانٹ لینے کی فرصت نہیں ہوتی اور حربیوں کے مقابلہ کی تیاری کرنا پڑتا نہ کہ
تعاون۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دکھلانے کے دانت اور ہیں اور چبانے کے اور۔ پانچواں اب ترک
موالات کا حکم کرنیوالی جمعیت العلماء اب تک ہندوستان کے پورا دار الحرب ہونے کے قائل نہیں
ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہندوستان صورۃً دار الحرب ہے اور حکم دار الاسلام کا رکھتا ہے بلکہ واقعی
دار الاسلام ہے کیونکہ کتب فقہ کے شروط مختلف ہیں۔ چھٹواں اگر آپ گرانٹ دینے والونکو